الفانسو

ایک

دلچسپ اور نتیجہ خیز تاریخی ناول

مصنفۂ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

جو

سنہ ۱۹۱۵ء کے خریداران دلگداز کی خدمت مین ہدیۃً پیش کیا گیا

اور

باہتمام خاکسار حکیم [illegible] سراج الحق منیجر و پبلشر دلگداز

سنہ ۱۹۱[illegible]ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

مین چھپ کے شائع ہوا

[illegible]ں بار ۲۵۰۰ جلد ۱۰

قیمت فی جلد ۱۲/

ڈیڈیکیشن

مین اپنے اِس ناول کو اپنے مکرم دوست
لوی محمد ابراہیم صاحب نمبردار و رئیس بھٹولی
لع بارہ بنکی کے نام نامی سے معنون کرتا ہون۔
کی سالہا سال کی محبّت و عنایت نے مجھے
ن کا نہایت گرویدہ اور اُن کا ایک ادنےٰ خادم
نا رکھا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

خاکسار۔ محمد عبد الحلیم شرر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

آغاز عشق

سہ پہر کا وقت ہی۔ اور جزیرۂ صقلیہ (سسلی) کا شمال و مغربی ساحل، ہوا تھمی ہوئی ہی۔ اور سمندر ساکت و صامت۔ پیر فلک نے کسی آتشین رخسار معشوق کی طرح آفتاب کو گود مین اُٹھا کے اپنی ابر کی پھٹی پُرانی اور جا بجا سے مسکی اور پُچی ہوئی رضائی اُڑھالی ہے۔ جو نہایت بوسیدہ ہونے کی وجہ سے سنبھالے نہین سنبھلتی۔ اور یہ بے قرار معشوق آسمان کو رضائی کے سنبھالنے مین مصروف دیکھ کے بار بار اُس کی درزون سے جھانکتا۔ دنیا کی طرف دیکھ دیکھ کے ہنستا۔ اور چپکے ہی چپکے پھسل پھسل کے اُس کے آغوش شوق سے نکلا جاتا ہے۔

اب اس وقت اُس کا نورانی چہرہ بالکل کھُل گیا ہے۔ اور اُسی کی سُنہری کرنین بحرۂ روم کی شوخ ادا موجون کے ساتھ شوخیان کر رہی ہین۔ سمندر کا نیلگون پانی اِن شعاعون کے اثر سے نیلم کا دریا بن گیا ہے۔ اور موجون کی چھوٹی چھوٹی چوٹیون کو سمندر کے کف نے اپنی سفید سفید ٹوپیان پہنا کے ایسا خوبصورت بنا دیا ہی کہ معلوم ہوتا ہے گلو بِل[ع] کی گھنی بیل کو نیلگون پھولون نے چھپا لیا ہے اور اُس مین سے جا بجا گل چاندنی کے سفید پھول نکلے ہوئے ہین۔

اگرچہ موسم اچھا ہے۔ اور باد صرصر کے خوفناک جھونکے جو اکثر سمندر مین تلاطم پیدا کیا کرتے ہین اُن کا کہین پتہ نہین۔ مگر اِس خاموشی مین بھی بیقرار سمندر اپنے سے نچلا نہین

ع ایک بیل جو اکثر کوٹھیون کی دیوارون پر چڑھائی جاتی ہے اور اُس مین نیلے نیلے پھول جن کی قطع گھنٹیون کی سی ہوتی ہے بہت کثرت سے کھلتے ہین۔

بیٹھا جاتا۔ نسیم کی ہلکی ہلکی خوشگوار ہوا چھوٹی چھوٹی لہرین پیدا کر کے سورج کی شعاعون کو جو آسمان سے سونے کے ہُن برسا رہی ہین اپنے اوپر کسی جگہ قرار نہین لینے دیتین۔

یہ کئی صدیون پیشتر کا منظر ہے جبکہ جہاز اِس کثرت سے سمندر و ن کو نہین کھنگالتے پھرتے تھے جیسے کہ آجکل نظر آیا کرتے ہین۔ تاہم جزیرۂ صقلیہ کے اِس شمالی ساحل پر اس بحری خموشی کے زمانے مین بھی کوئی دن نہین گزرتا تھا کہ فوجون سے بھرے اور سامان حرب سے لدے ہوے جہاز شمال سے جنوب کو یا جنوب سے شمال کو آتے جاتے نہ نظر آتے ہون۔ خصوصًا اِن دنون جبکہ ایطالیہ کی جنوبی و مغربی سلطنت نیپلز اور شمالی افریقہ کی عربی سلطنت الجزائر مین لڑائیون کا ایک طولانی سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔ اس عرصۂ جنگ کے دونون حریف چونکہ سلطنت صقلیہ کو اپنا دوست بنانا اور اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہین اِس لیے یہ بحری فوجی نقل و حرکت صقلیہ کے دار السلطنت شہر پلرمو مین جو اسی ساحل پر واقع ہے بہت ہی دلچسپی اور غور سے دیکھی جاتی ہے۔ خصوصًا پلرمو سے مغرب جانب پانچ چھ میل ہٹ کے وزیر اعظم صقلیہ اور مدار المہام سلطنت فرنان (فرڈی ننڈ) کے عالیشان قصر مین جو سمندر کے کنارے ایک بلند سطح تختۂ زمین پر کوہ پیلگرینو کے شمالی دامن پر قائم ہے اِس دریائی فوج کشی کی دلچسپی بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔ یہ قصر ایک زبردست قلعہ کی طرح سطح آب سے تقریبًا سو فٹ کی بلندی پر سر اُٹھائے کھڑا ہے۔ اور اُس کے وسیع صحن سے پانی تک پتھر کی پختہ سیڑھیان بنتی چلی گئین ہین۔

ہر روز سامنے سے بیسیون جہاز سفید بادبان کھولے سمندر مین پھرتے اور ہوا کے گھوڑون پر اُڑتے ہوے گزر جاتے ہین۔ اور جب تک نظر کے سامنے ہوتے ہین قلعہ کے رہنے والے بالائی دروازون اور کھڑکیون سے اُنھین بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھا کرتے ہین۔ اور گو کہ مطلق نہین جانتے کہ یہ کس کے جہاز ہین اور اِن پر کون سوار ہے مگر شوق کی نگاہون سے اُن کا استقبال کرتے اور حسرت کی نظرون سے رخصت کر دیتے ہین۔

آج بھی دفعۃً مغربی کونے سے تین بڑے بڑے جہاز آتے نظر آئے جو

آہستہ آہستہ قصر کے سامنے آئے۔ اور بجائے اس کے کہ آگے بڑھین قصر کے گھاٹ کے سامنے پہونچ کے لنگر ڈالدیا۔ اُنھین ٹھہرتے دیکھ کے بالائی کمرون اور اُوپر کی کھڑکیون سے سیر کرنے والے نیچے اُتر آئے۔ قلعہ کے تمام زن و مرد جن کا شمار سیکڑون کے درجہ سے زیادہ تھا باہر نکل پڑے۔ اور حیرت سے دیکھنے لگے کہ یہ کون لوگ ہین؟ اور یہان کس لیے آئے ہین؟ لوگ دیکھ ہی رہے تھے کہ جہاز والون نے اشارے سے کشتی مانگی۔ فوراً وزیر فرنان کا بجرہ جو سیر دریا کے لیے قصر کے نیچے موجود رہا کرتا تھا بھیجا گیا۔ اور تین شخص جو عربی لباس پہنے اور سفید عمامے سر پر باندھے تھے بجرے مین اُتر کے کنارے آئے۔ اور عربی زبان مین کہا "ہم فرمان روائے الجزائر کے ایلچی ہین۔ اور وزیر اعظم فرنان کی خدمت مین حاضر ہوئے ہین"۔ اٹھارہ سال کا ایک نہایت شکیل قامت اور خوش رو لڑکا جس کے چہرے اور خط و خال سے امارت و ریاست کے جوہر نمایان تھے بڑھ کے اِن لوگون کے قریب گیا اور نہایت تہذیب و شائستگی کے لہجہ مین کہا "وزیر فرنان اعلیحضرت شاہ قہرمان (مورینا) کے دربار مین گئے ہوئے ہین۔ آپ (ایک کمرے کی طرف اشارہ کر کے) وہان چل کے ٹھہرین۔ تھوڑی دیر مین آجائین گے"۔ یہ کہتے ہی اُس نے خادمون اور غلامون کو حکم دیا کہ "آپ کو لیجا کے وہان بٹھاؤ۔ تاکہ آرام کرین۔ اور رستا کے سفر کی کلفت دور کرین۔ خبردار آپ کو کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اور جو چیز مانگین فوراً مہیا کر دی جائے"۔

خدام اُن لوگون کو اُدھر لے گئے اور یہ نوعمر لڑکا قصر کے صحن مین سمندر کے کنارے کنارے ٹہلنے لگا۔ اور خدام قصر کے ہجوم سے نکلا ہی تھا کہ ایک حسین حور وش پری پیکر سامنے آگئی جو چار آنکھین ہوتے ہی عجب انداز دلربایانہ سے مسکرائی اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ نوجوان نے کچھ ایسی متانت سے جو قبولے دیتی تھی کہ دلی جذبات کو دبا کے زبردستی پیدا کی گئی ہے کہا "ضیا! اچھی تو رہین؟" ضیا۔ (ایک طفلانہ مزاجی کے سراپا ناز طعنے کے ساتھ) "جیسی ہو مین تمھین کیا؟" اس طعن آمیز جواب نے نوجوان کے دل پر بجلی سی گرا دی۔ جس نے اُس کی آدرد کی متانت کو مٹا ہی کے رکھ دیا ہوتا۔ مگر ضابط نوجوان نے دل کو

سنبھالا۔اور اِس ماہوش حسینہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کے ٹہلتا ہوا لوگون کے مجمع سے دور نکل گیا۔ اور جب اطمینان ہو گیا کہ اب ہماری باتون کو کوئی نہ سُن سکے گا بولا "اے ماہ طلعت ضیا۔ ایسا نہ کرو کہ یہ کبھی کبھی جو تم سے دو چار باتین کرنے اور تمھاری پیاری صورت دیکھنے کا موقع مِل جاتا ہے یہ بھی ہاتھ سے نکل جائے۔ تمھارے ابا جان کو میرا تمھارا سامنا ہونا بہت ناگوار گزرتا ہے۔ مجھے کبھی تم سے باتین کرتے دیکھ لیتے ہین تو صدہا تدبیرین کرنے لگتے ہین کہ پھر اس کی نوبت نہ آئے۔ ہمارے نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے جاسوس لگے ہوئے ہین جو اُنھین روز روز کی خبر پہونچایا کرتے ہین۔ آج جو مجھے تمھاری زیارت کا یہ ذرا سا موقع مِل گیا ہے کل دیکھ لینا کہ اسکی بھی اُنھین خبر ہو جائے گی۔ اور روک کی کوئی نئی تدبیر پیدا کر دی جائے گی"

ضیا "یہ کیسے ہو گا کہ ہم دونون رہین تو ایک گھر مین مگر ملین جلین نہین؟"

نوجوان "یہی ہو رہا ہے۔ اور جب تک ہم جزیر فرنان کے زیر حکومت ہین یہی ہو گا۔ مین بیان نہین کر سکتا کہ تمھارے شوق مین میری کیا حالت ہے۔ تم نہین ملتین تو تمھارے کمرے کے دروازے کو دیکھا کرتا ہون۔ مین جو قصر کے سامنے گھنٹون ٹہلتا ہون یہ فقط اِس امید موہوم پر ہے کہ شاید کبھی تمھارا جلوہ نظر آجائے۔ تمھارے والد فرنان تو اِس کے بالکل روادار نہین مگر خدا جانے تم میرے اِس شوق کو کس نگاہ سے دیکھتی ہو؟ میرا دل یہ یقین دلا دلا کے مجھے اکثر تسلیان دیا کرتا ہے کہ میرے اس سچے شوق اور اِس دلی محبت کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہو گا۔ لیکن افسوس ابھی تک اس کا ثبوت نہین ملا۔ معلوم ہوتا ہے مجھے دھوکا ہی دھوکا ہے۔ تمھارے دل پر ذرا بھی اثر ہوتا تو مجھے بیقراری کے ساتھ قصر کے سامنے ٹہلتے دیکھ کے کبھی تو کھڑکی کھول کے اپنی ایک جھلک دکھا دیتین؟ خدا جانے تمھارے والد نے میری طرف سے کیا کیا لگا کے تمھین میرے خلاف کر دیا ہے؟ جس کی وجہ سے تمکو اپنی صورت دکھانے مین بھی تامل ہے"

ان باتون کو سُن کے نازنین بڑی دیر تک سر جھکا کے سوچتی رہی۔ چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسکے نازک اُبھرے ہوئے سینے کے اندر شوق و حیا مین سخت لڑائی

ہو رہی ہے۔ جس وقت ضیاء کا چاند سا چہرہ جھکا تھا اُس وقت شرم وحیا کا
غلبہ تھا۔ مگر چند منٹ کی اندرونی لڑائی کے بعد جب اُس نے اپنا پسیجا ہوا نادم
چہرہ آہستہ آہستہ اُوپر اُٹھایا۔ اور شرم آلود نرگسین آنکھین جو نوجوان کی مشتاق
آنکھون کا سامنا کرنے کی تاب نہ لاسکتی تھین جذبات شرم کو دبا کے دوچار کین۔
اور اپنے دل از دست دادہ رفیق کی پیام عشق لانے والی نظرون کی گُدگُدی
برداشت کر سکین تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اُس کے سینہ کے میدان کارزار مین شوق
محبت اور جوش الفت کو جذبات حیا و ندامت پر پوری فتح حاصل ہو گئی۔ اب وہ
جواب دینے کے لیے تیار تھی مگر اُسی طرح جیسے مسمرائز کرنے والی آنکھون کا معمول
از خود رفتہ ہو کے وہی کیا کرتا ہے جو عامل کی مرضی ہو۔ بولی "شاہزادے! تمھاری
محبت کا میرے دل پر اثر ہے۔ مین تم سے زیادہ بیقرار ہون۔ مگر بے بس ہون۔ آباجان
نے مجھے تم سے ملنے کو منع تو نہین کیا لیکن جس قسم کی وہ نگرانی کرتے ہین اُس سے یہی
معلوم ہوتا ہے کہ میرا تمھارا ملنا اُنھین منظور نہین ہے۔ اُنھون نے میری دایہ ماریہ۔
میری مشاطہ مرجانہ اور میری لونڈی مٹلڈا کو تاکید کر دی ہے کہ جہان تک بنے مجھے تم سے
ملنے نہ دین۔ اور اگر کبھی ملون تو اُنھین خبر کر دیا کرین۔ بھلا یہ ممکن تھا کہ تم میرے کمرے کے
سامنے آتے اور مین دروازہ کھول کے تم کو نہ دیکھتی؟ مگر اُنھین عورتون کے ڈر سے
چپکی بیٹھی رہتی ہون۔"

نوجوان: "ہر حال مین خوش نصیب ہون۔ میری دل کی بیتابیان بے اثر کیے نہ رہین
لیکن ملنے کی کیا تدبیر کی جائے؟ مجھ مین اب ضبط و صبر کی تاب نہین ہے۔ ملاقات کی کوئی
صورت پیدا ہونی چاہیے۔"

ضیا: "یہ مشکل ہے۔ اچھا آؤ ہم تم کسی اور ملک مین چلے چلین۔ یہان کے سوا جہان
ہون گے آزاد رہین گے۔"

نوجوان: "آہ! تم ایسی بے عزتی اور بدنامی کے لیے بھی تیار ہو! مگر مین اِس کو
نہ تمھارے لیے پسند کرتا ہون نہ اپنے لیے۔"

ضیا: "اور یہ بھی خرابی ہے کہ تم یہان سے چلے گئے تو تخت و تاج ملنے کی امید خاک مین مِل
جائے گی۔"

نواجوان:۔ "تخت و تاج! تمھارے وصال کے آگے تخت و تاج کیا چیز ہیں؟ تم پر جان تک فدا کرنے مین دریغ نہ کرون گا۔ مگر ہان یہ نہین چاہتا کہ تمھاری عزت و ناموس مین دھبہ لگے۔"

ضیا:۔ "پھر کیا ہو سکتا ہے؟ یہان رہ کے تو مین کچھ نہین کر سکتی۔ اچھا ایک بات ہے۔ مگر بتاؤ اگر تمھین تنہائی مین میرے پاس آنے اور خلوت مین ملنے جلنے کا موقع ملا تو تم میری آبرو لینے کا ارادہ تو نہ کروگے؟"

نوجوان:۔ (حیرت و استعجاب سے) "میری نسبت تمھین ایسا خیال ہے؟ مین جو پاک دل اور سچی محبت سے تمھاری صورت کی پرستش کرتا ہون رذیلون اور بدکار شہدون کی سی حرکت کرون گا! میری محبت کی یہی قدر ہے؟ میرے عشق کا یہی انعام ہے؟"

ضیا:۔ "بُرا نہ مانو۔ ماریہ مجھ سے یہی کہتی تھی۔ اُس نے مجھے ڈرا دیا ہے کہ تم سے میل جول بڑھانے کا یہی انجام ہوگا۔ اور مردون کے قول و قسم کا اعتبار نہین۔"

نوجوان:۔ (طیش سے) "جن مردون سے اُسے سابقہ پڑا ہوگا ایسے ہی ہون گے مگر صقلیہ کا ایک عالی نسب شاہزادہ ایسی ذلیل حرکتین نہین کر سکتا۔"

ضیا:۔ "یہی سُن کے مین تمھارے پاس آتے اور تم سے ملتے ہول کھاتی ہون بہت جی چاہتا ہے کہ تمھارے پاس اُٹھون بیٹھون۔ روز ملون۔ تمھارے سامنے بیٹھ کے تمھاری صورت دیکھون۔ اور تمھاری باتین سنون۔ چھپانے سے کیا فائدہ؟ تم مجھے اچھے معلوم ہوتے ہو۔ تمھاری صورت دیکھ کے مین خوش ہوتی ہون۔ تمھاری باتون مین میرا دل لگتا ہے۔ مگر جب سے ماریہ نے ڈرا دیا ہے تمھارے سایے سے بھاگتی ہون۔"

نوجوان:۔ "اور اب تک تمھارے نزدیک میرا اعتبار نہین ہے؟"

ضیا:۔ "اب کیون نہ ہونے لگا تھا؟ مگر میرے سامنے قسم کھاؤ کہ میری عزت و آبرو پر کبھی حملہ نہ کروگے۔" نوجوان نے بھولی پری وش نازنین کے اطمینان کے لیے قسم کھائی۔ اقرار کیا اور کہنے لگا "تو پھر اب ملنے کی کیا تدبیر ہے؟"

ضیا:۔ "مین نے اپنی مسلمان مشاطہ مرجانہ سے سُنا ہے کہ مصر کے ایک بادشاہ نے

اپنے اور اپنے وزیر کے مکانون کے درمیان ایک پوشیدہ راستہ رکھا تھا جس مین ہوکے جب ضرورت ہوتی دونون ایک دوسرے سے مل آیا کرتے۔ وہ راستہ بر[illegible] کے کمرے کے تہ خانے سے زمین کے نیچے ہی نیچے وزیر کے کمرے تک گیا تھا۔ [illegible]س ا[illegible]ن سے نکلنے کے دروازے دونون مکانون مین ایسے بنائے گئے تھے [illegible]ہ پٹ دیوار مین بالکل وصل تھے۔ جوڑ ذرا بھی نہ کھلتا اور کوئی ہزار غور کرے نہ پہچان سکتا۔ اِن دروازون کی کنجیان ایسی تھین کہ بغیر اُن کے کوئی لاکھ زور لگائے نہ کھل سکتے۔ اور کنجی لگاتے ہی آپ سے آپ کھل جاتے۔ ایسا ہی ایک راستہ اور دروازے تم اپنے اور میرے کمرون کے درمیان بنوا دو۔"

نوجوان "یہ نہ کوئی ایسا آسان کام ہے اور نہ اتنی جلدی کا کہ دو ایک دن مین ہو جائے۔"

ضیاء "(مسکرا کے) "اگر تمھین مجھ سے ملنے کا شوق ہے اور دل مین سچا جوش ہے تو ہو ہی جائے گا۔ سنتی ہون فارس کی ایک حسین ملکہ شیرین کے عاشق فرہاد نے پہاڑ دن مین کاٹ کے دودھ کی نہر جاری کر دی تھی تو کیا صقلیہ کے شاہزادے الفانسو سے میرے لیے اتنا بھی نہ ہو سکے گا؟"

الفانسو (اس لیے کہ شاہزادۂ الفانسو ہی نوجوان ہے) اپنی محبوبہ کے ہر شوخ جملے اور اُس کے بھولے پن کے ہر شوق کو نہایت ہی متانت و سنجیدگی کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ یہ کلمات سنتے ہی ایک بے اختیاری کے جوش سے بول اُٹھا "تمھارے لیے مجھ سے سب کچھ ہو سکے گا۔ لیکن افسوس یہ راز کا کام ہے جسکی کسی کو خبر نہ ہونی چاہیے۔ اور تمھارے والد کی موجودگی مین اس کا انجام پانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔"

ضیاء "وہ تو اسی ہفتہ مین مسینا جانے والے ہین۔ اور اُدھر ہی سے ملک کے دورے کو چلے جائین گے۔ چار پانچ مہینے باہر رہین گے۔ اُس وقت ہم کسی کو اپنے کمرون کے پاس نہ آنے دین گے۔ اور تم کسی اچھے ہوشیار کاریگر کو لاکے بنوا لینا [illegible] [illegible]ن گا کہ سارا ملک

کہ دیکھا وزیر فرنان گھوڑے پر سوار آرہا ہے [illegible] [illegible] گیا تو ہر شہر مین بغاوت

گھبرا کے بولی "ابا جان آگئے" [illegible]ت وہ مجبوراً [illegible] کے مقابلے مین اشتہار جنگ

[illegible]ے دین گے۔"

کے لیے آگے بڑھا۔

وزیر نے جیسے ہی نوجوان الفانسو کو دیکھا تعظیم کے لیے گھوڑے سے اُتر پڑا۔ ادب سے سلام کیا۔ اور دعاے دولت دینے کے بعد پوچھا "یہ [illegible] سے آئے ہین؟"

الفانسو: "شاہ الجزائر کا ایلچی آپ سے ملنے کو آیا ہے۔ مین نے (اشارہ کرکے) اُس کمرے مین ٹھہرا دیا ہے۔ اور خدمت کے لیے آدمی مقرر کر دیے ہین۔"

فرنان: "یہ لوگ بار بار مراسلت کرتے ہین کہ ہم اُن کے طرفدار بن کے نیپلز سے علانیہ لڑائی چھیڑ دین۔ یہان کے لوگون کا رُجحان اِنھین کی طرف ہے۔ مگر ہم خواہ مخواہ کو لڑائی مول لینا مصلحت کے خلاف سمجھتے ہین۔ خیر مین تھوڑی دیر کے بعد ملون گا۔ آپ نے اُن کے ٹھہرنے کا انتظام کر ہی دیا ہے۔" یہ کہہ کے وزیر اپنے کمرے مین گیا۔ اور الفانسو نے اپنے کمرے کی راہ لی۔

دوسرا باب

دربار صقلیہ اور اُس کی سازشین

اِن دنون صقلیہ کی حکومت کسی بیرونی مملکت کے ماتحت نہ تھی۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے اُسے مسلمانان الجزائر کی اطاعت سے آزادی ملی تھی جو صقلیہ پر قبضہ کرنے کے بعد ایطالیہ کے جنوبی و مشرقی علاقے پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ مدت دراز تک اُن کی حکومت قائم رہنے کا یہ اثر اب تک باقی تھا کہ تمام اہل صقلیہ علی العموم عربی زبان مین گفتگو کرتے اور عربی کی تعلیم پاتے تھے۔ نصف سے کچھ ہی کم آبادی مسلمانون [illegible] سے جزیرے مین جو ہزارہا مسجدین تعمیر ہو گئی تھین اُن مین سے اکثر [illegible] ان پر بھی عربی معاشرت کا اس قدر اثر تھا کہ اکثر [illegible] مگر تمدنی معاملات مین شام [illegible]

مرکیس- (مطمئن ہو کے) ''اب مین خدا نے چاہا تو آپ کی غیبت مین ان دونون کی حفاظت کرونگا۔''

فرنان۔'' ایک اور بات بھی میرے خیال مین آئی ہے۔ آج سلطان الجزائر کے سفیر میرے پاس آئے ہین۔ وہ چاہتے ہین کہ نیپلز والون کے مقابلے مین ہماری سلطنت اُن کا ساتھ دے۔ اُن کی ایک سفارت اِسی بارے مین چند روز ہوئے بادشاہ کے پاس بھی آئی تھی۔ اُن سے صاف انکار کر دیا گیا تھا۔ اب وہ لوگ میرے پاس اِس لیے آئے ہین کہ مین بادشاہ کو سمجھا کے اس پر راضی کر دون''

مرکیس۔'' یہ تینون جہاز آپ کے قصر کے سامنے اُنھین کے کھڑے ہین؟''

فرنان۔'' اُنھین کے۔ میرا خیال ہو کہ اگر اِن لوگون کو یہین ٹھہرا لیا جائے اور بادشاہ سے کہا جائے کہ یہ شاہزادون کے طرفدار ہین اور اِسلیے آئے ہین کہ دونون شاہزادون کی حفاظت کرین اور صقلیہ کے تمام مسلمانون کو اُن کے موافق بنائین تو بادشاہ پر اِس کا بڑا گہرا اثر پڑے گا۔ اور مارے خوف کے اِن کی جانون پر حملہ کرنے کی جُرأت نہ کر سکین گے۔''

مرکیس۔'' مگر یہ لوگ اپنا ارادہ کیون ظاہر کرنے لگے؟''

فرنان۔'' اِس پر مین اُنھین آمادہ کر دون گا۔ بلکہ اُن کو امید دلاؤن گا کہ اگر تم نے میرا یہ کام کیا اور میری عدم موجودگی کے زمانے مین یہان ٹھہرے رہے تو دورے سے واپس آ کے مین سلطنت صقلیہ کو تمھارا دوست بنا دون گا۔''

مرکیس۔'' تو کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہو کہ اِس لڑائی مین ہم اِن الجزائری مسلمانون کا ساتھ دین؟''

فرنان۔'' یقیناً۔ صقلیہ کی فلاح اسی مین ہے کہ اِن لوگون کا ساتھ دیا جائے اِن کا خطرہ دور ہوا اور نیپلز والون نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا۔ جس کے وہ ہمیشہ سے آرزومند ہین۔ مین واپس آ کے بادشاہ کو یقین دلا دون گا کہ سارا ملک اِن لوگون کے موافق ہے اور اگر اِن کا ساتھ نہ دیا گیا تو ہر شہر مین بغاوت ہو جائے گی۔ اُس وقت وہ مجبوراً نیپلز کے مقابلے مین اشتہار جنگ دے دین گے۔''

مرکیس۔ ''اِن امور کو آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہین اس لیے مین مخالفت نہین کر سکتا۔''

اس مشورے کے مطابق ہی تجویز قرار پا گئی۔ دوسرے دن وزیر فرنان نے مرکیس کو لیجا کے اپنا قائم مقام مقرر کرا دیا۔ جس پر یوران اور بادشاہ دونون خوش ہوے۔ اِس لیے کہ وہ دل مین سمجھتے تھے کہ ہمہ جد وہم نسب ہونے کی وجہ سے مرکیس اُن کا پورا ساتھ دے گا۔ اور اگر اُسے حکومت کا لالچ دلایا گیا تو ہماری غرض پوری کرنے پر فوراً آمادہ ہو جائے گا۔

جزائر نا خیر کو بھی سب باتین بتا دی گئین۔ اور وزیر فرنان نے اُن سے وعدہ کیا کہ ''مین دورے سے واپس آتے ہی آپ کی غرض پوری کر دون گا۔ مگر آپ اپنے کو دونون شاہزادون کا طرفدار اور جانفدا ظاہر کیجیے۔ یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ آپ لوگ نیپلز سے مخالفت اور لڑائی کرانے کے لیے آئے ہین۔''

اِن کارروائیون کے بعد وزیر فرنان نے میسینا کی راہ لی۔ اور وزیر مرکیس مہمات سلطنت کو انجام دینے کے ساتھ شاہزادون کی حفاظت کرنے لگا۔ دان رادرق کی حفاظت کا تو قدرتی سامان موجو تھا مگر الفانسو کی حفاظت کے لیے اُس نے ایک ہزار سپاہیون کا مستقل پہرہ وزیر کے قصر پر مقرر کرا دیا۔ اور ہر روز صبح کو خود آکے وہ وزیر زادی ضیا اور شاہزادۂ الفانسو دونون کی خیریت دریافت کرتا۔

چوتھا باب

''نگاہِ شوق رشتہ کرتی ہے دیوار آہن مین''

اب الفانسو کو اپنی معشوقہ ضیا کا سوال پورا کرنے کے سوا کوئی فکر نہ تھی۔ شب و روز اسی دُھن مین رہتا۔ اُس کی عمر اٹھارہ برس سے زیادہ نہ تھی۔ اور ضیا اُس سے ایک سال چھوٹی تھی۔ اس لیے دونون کا

طفلانہ جوش الفت اُن کے دل و دماغ پر اس قدر حاوی تھا کہ کسی اور چیز کا خیال نہ تھا۔ الفانسو ضیا کا سوال پورا کرنے کو اپنی زندگی کا اہم ترین کام خیال کرتا اور اسی پر اُسے اپنی زندگی کی ساری خوشیان منحصر نظر آتین۔ اپنے خادم خاص لیگانو کو بھیج بھیج کے دریافت کراتا کہ شہر مین معماری اور درودگری کے کون کون اعلے درجے کے اُستاد ہین۔ مگر ایک ہفتہ گزر گیا و زیر قربان کو گئے دو روز ہو گئے اور قابل اطمینان کاریگرون کا پتہ نہ لگ سکا۔

جستجو مین ناکامی ہوتی تھی۔ اُس کی پریشانی بڑھتی جاتی تھی۔ اور قیامت یہ تھی کہ اب عشق نے اُسے اِس فکر کے سوا اور کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ جب دیکھیے اِسی اُدھیڑبن مین ہوتا۔ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ اچھا ہوا جو طرنہ مین کوئی اچھا کاریگر نہین ملا۔ اول تو یہان اعلی درجے کے کاریگر نہین ہین اور ہون بھی تو اُن کی رازداری پر بھروسا نہین کیا جا سکتا۔ جبرا منع کر دیا جائے مگر یہ ممکن نہین کہ گھر جا کے اپنے کسی رازدار دوست سے نہ کہین۔ اور اگر کسی کو بھی خبر ہو گئی تو سارے شہر مین مشہور ہو جائے گا۔ مجھے اِس کے لیے کوئی اور ہی تدبیر کرنی چاہیے۔ فورا لیگانو کو منع کر دیا کہ اب کسی کاریگر کو نہ تلاش کرو۔ اور نئے منصوبے سوچنے لگا۔

دوسرے دن اپنے کمرے سے نکل کے کچھ دیر تک لب آب ٹہلا۔ پھر جا کے جزائری سفیر وزیر یحیی بن سعد مرابطی سے ملا۔ اُس کی مزاج پرسی کی۔ اور کہا "یہان آپ کو کسی بات کی تکلیف تو نہین ہے؟ جس چیز کی ضرورت ہو بلاتامل مجھے خبر کر دیا کیجیے فوراً انتظام ہو جائے گا۔"

یحیی کو خدام قلعہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ شاہزادہ الفانسو جس کی حفاظت کے بہانے سے وہ یہان ٹھہرا ہوا ہے یہی ہے۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ادب سے سلام کیا۔ اور کمال عاجزی سے کہا "حضور کی عنایت سے مجھے کسی بات کی تکلیف نہین ہے۔"

الفانسو "آپ اپنے وطن سے یہان کے دن مین آئے ہین؟"

یحیی "مین تو ہوا کے ناموافق ہونے سے بیس دن مین آیا۔ لیکن اگر ہوا موافق

ہو تو دس روز مین جہاز وہان سے یہان آجاتا ہے؟"
الفانسو " مین آپ کے وہان سے دو چار حبشی غلام منگوانا چاہتا ہون - جو اچھے تربیت یافتہ و شائستہ ہون مطیع و فرمان بردار ہون - اور ہماری زبان مین گفتگو کر سکتے ہون - آپ جا کے بھیجدین گے؟"
یحیٰی " حضور نے خوب موقع پر فرمایا - ہمارا ایک جہاز کل واپس جائے گا - اور دو چار روز وہان قیام کر کے کچھ ضروری سامان لائے گا - میرا جو ملازم جاتا ہے اُسکو تاکید کر دونگا کہ اِن صفات کے نہایت ہی عمدہ نو عمر غلام حضور کے لیے لیتا آئے - یہ کوئی مشکل کام نہین ہے - ایک ہی مہینہ کے اندر مین غلامون کو حاضر کر دون گا"
الفانسو " (مسکرا کے) "تو ایک مشکل کام کی بھی مین فرائش کر دون؟"
یحیٰی " ضرور - حضور کے ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فخر سمجھون گا؟"
الفانسو " مین نے سُنا ہے آپ کے یہان معمار اور بڑھئی بہت اعلیٰ درجے کے ہین - مجھے ایسے دو چار نہایت ہی ہوشیار کاریگرون کی ضرورت ہے"
یحیٰی " اس خدمت کو بھی مین بجا لا سکتا ہون - ہمارے یہان کے کاریگر تو کچھ زیادہ مشہور نہین ہین سب سے اچھے معمار اور بڑھئی مصر و شام کے ہوتے ہین - لیکن حُسن اتفاق سے اِن دنون اسی قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ کاریگر ہمارے سلطان نے ایک جامع مسجد اور اپنے قصر کی تعمیر کے لیے قاہرہ سے بُلوائے ہین - اگر حضور کو ضرورت ہے تو دو چار یہان چلے آئین گے"
الفانسو " اگر آپ ایسے چار کاریگر بُلوا دین گے تو مین نہایت ہی شکرگذار ہون گا - لیکن یہ بہت ہی راز کا کام ہے - کسی اور کو اِس کی خبر نہ ہونے پائے - حتیٰ کہ خود وزیر فرمان اور مرکیس کو بھی اطلاع نہ ہو"
یحیٰی " کسی کو خبر نہ ہوگی - اور اِن غلامون کے ساتھ ہی چار کاریگر بھی آجائینگے"
الفانسو " تو ضرور بلوائیے - مین نہایت ہی شکرگزار ہون گا - اور ہمیشہ آپ کا احسان مند رہون گا"
یحیٰی " حضور ایسا نہ فرمائین - ہم غلام ہین - اور ہمارا کام آپ کی خدمت بجا لانا ہے"

اِس کے بعد تھوڑی دیر اور باتین کر کے الفانسو اپنے کمرے مین گیا۔ اور نہایت ہی مطمئن تھا کہ خدا نے بڑی خوبی و رازداری کے ساتھ اس کام کا سر انجام کرا دیا۔ اب منتظر رہتا کہ ناز آفرین ضیا سے ملنے کا کوئی موقع ملے تو اُس سے کہہ دون کہ اب مجھے آپ کی شرط پوری کرنے کا موقع مِل گیا ہے۔"

تیسرے دن صبح کو دریا کنارے ضیا کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔ نظر سمندر کی طرف تھی اور دل اُس آفتاب حُسن کے مطلع کی طرف جو اُس کا قبلۂ آرزو تھا۔ یکایک دروازہ کھلا۔ ماہ وش ضیا ہنستی ہوئی نکل آئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ روشن آفتاب پوری آب و تاب کے ساتھ نکل آیا۔ الفانسو کی آنکھین چکاچوند ہوگئین۔ اور آنکھون سے زیادہ اضطراب دل پر طاری ہوا۔ مگر ایک آناً فاناً مین آپ کو سنبھالا اور کہا "آج آفتاب کدھر سے نکلا؟" اِس کے جواب مین ضیا نے بیباکی اور شوخی کی ادا اُن سے خود الفانسو کی طرف اشارہ کر کے کہا "ادھر سے"

الفانسو "ہان میرے دل کا داغ بھی آفتاب سے کم نہین" پھر ذرا تامل کر کے بولا "تمھارے والد کو گئے آج چار دن ہوئے۔ مگر تم نے آج تک اپنا جلوہ نہ دِکھایا؟"

ضیا "وہ نہین تو اُن کے جاسوس تو لگے رہتے ہین؟"

الفانسو "معلوم ہوتا ہے میری قسمت مین حسرت ہی حسرت ہے۔ چچا اور پھوپھی خون کے پیاسے ہین۔ ایک تم ہو جس سے دلِ صد چاک کو تسلی ہوتی ہے مگر تم بے رحم ہو۔ عنقریب مین مار ڈالا جاؤن گا۔ اور تم سے ملنے کی آرزو دل ہی مین رہ جائے گی۔"

ضیا "دشمن بادشاہ اور ظالم پھوپی کے آزار سے بچنے کی بھی وہی تدبیر جو مین نے بتائی کہ میرے اور اپنے کمرون کے درمیان خفیہ راستہ بنالو۔ اور رات کو میرے کسی کمرے مین آ کے سو رہا کرو۔ قاتل آئین گے بھی تو ناکام جائین گے۔ اب ابّا جان باہر جاچکے۔ مگر تم نے کچھ نہ کیا۔ جلدی کرو۔ ورنہ موقع نہ ملے گا۔"

الفانسو "تمھارے ابّا جان بے شک چلے گئے۔ مگر جن جاسوسون کے ڈر سے اُن کے پیٹھ پیچھے بھی تم مجھے اپنا جلوۂ حُسن دِکھاتے ڈرتی ہو وہ تو موجود ہین؟ کاریگرون کا بھی انتظام ہوگیا۔ وزیر فرنان بھی چلے گئے۔ مگر مین تمھارے کمرے مین

نہین آسکتا کہ سرنگ اور راستہ کا انتظام کرون - تاریہ - مرجانہ اور مٹلڈا کے
ٹالنے کی کیا تدبیر ہے؟"

ضیا" اِن کو ہم ملالین - اُن پر مہربانی کیجیے - بھروسا کیا جائے - اور انعام واکرام
سے راز دار بنا لیا جائے تو وہ ہمارے موافق ہو جائین گی - یون اِن کا ٹالنا اور ہٹانا
مشکل ہے - مگر مین چاہتی ہون کہ اِس مخفی راستہ کی اُنھین بھی خبر نہ ہونے پائے"

الفانسو" مگر اِس کا کیا علاج اُن کے سامنے مین تمھارے یہان ابھی نہین
سکتا؟"

ضیا" اسی کام کے لیے اُنھین ملانا چاہیے"

الفانسو" تو یہ کب ہو گا؟ میرے قتل ہو جانے کے بعد؟"

ضیا" بار بار قتل کا لفظ زبان سے نہ نکالا کرو - تمھارا تو جگرا بڑا ہے اور
مجھے ہول آتی ہے - مین آج ہی سے اُن کے موافق بنانے کی کوشش شروع
کر دون گی - اور اُن مین سے جو جو کہنے مین آتی جائے گی اُسے کوئی معمولی پیغام
دے کے تمھارے پاس بھیج دیا کرون گی تم اُسے سمجھا بجھا کے اور روپے دلا کے
ہموار بنا لینا"

الفانسو" تو جلدی بھیجنا شروع کرو - اسلیے کہ اب زیادہ مہلت نہین ہے - تمھارے
والد کے آجانے سے پہلے ہی یہ کام پورا ہو جانا چاہیے - لیکن ابھی ایک اور بات کا
بھی انتظام کرنا ہے - وزیر فرنان کے بعد وزیر مرکیس ہمارا محافظ قرار پایا ہے
اور اُس نے ایک ہزار سپاہی پہرے پر مقرر کر دیے ہین جو ہر وقت قصر کو
چارون طرف سے گھیرے رہتے ہین - اور ٹہلا کرتے ہین - ہماری کارروائی
کو اُن لوگون کی نظر سے پوشیدہ رہنا چاہیے"

ضیا" بے شک - مگر اس کا انتظام مین کر لون گی - مرکیس روز آکے دریافت کرتے
ہین کہ تمھین کسی بات کی تکلیف تو نہین ہے - اب کی آئین گے تو کہلا بھیجون گی کہ
ہر گھڑی ان سپاہیون کے اِدھر موجود رہنے سے ہماری آزادی اور
سیر مین فرق پڑتا ہے - آپ اپنے آدمیون کو حکم دے دیجیے کہ قصر کے پچھواڑے
رہا کرین - اور صرف تین طرف کی دیکھ بھال رکھین - سمندر کی طرف اُن کے

آنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر ادھر کوئی خدشہ ہوگا بھی تو اُس کی نگرانی یہ جزائری جہاز کرلین گے جو سامنے لنگرانداز ہین۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرا کہنا مان لین گے۔ مین نے جب کبھی کسی کام کو اُن سے کہا اُنھون نے فوراً پورا کردیا۔"

الفانسو۔ "مرکیس قلعہ کے اور میرے محافظ ہین اِس سے مجبوری ہے۔ ورنہ اُن کا روز روز یہان آنا اور تمھارے آدمیون سے ملنا مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا۔ لیکن جو کام اُنھون نے اپنے ذمہ لیا ہے اُس کی وجہ سے ہم اِسکے گوارا کرنے اور اُن کے شکر گزار ہونے پر مجبور ہین۔ خیر یہ تو ہوگا اور ہو رہا ہے مگر ضیا کیا جب تک یہ آنے جانے کا راستہ نہ بن سکے مین تمھارے دیدار کو یونہین ترسا کرون گا؟"

ضیا۔ "جب میری خادمہ عورتین موافق ہو جائین گی روز ملاقات ہوا کرے گی۔"

یہ کہہ کے ضیا نے نہایت ہی پھرتی کے ساتھ اپنے کمرے مین واپس جا کے دروازہ بند کر لیا۔ اور الفانسو کچھ دیر تک اُسی طرف ٹکٹکی باندھے رہنے کے بعد اپنے کمرے مین واپس آیا۔ ضیا کی کوشش سے ایک ہی ہفتہ کے اندر اُس کی دایہ ماریہ موافق ہو گئی۔ اور جب وہ شاہزادے سے آکے ملی اور اُس کے اخلاق کو دیکھا تو اُس کی حد سے زیادہ گرویدہ ہو گئی۔ اب دایہ نے کوشش شروع کی کہ مٹلڈا اور مرجانہ کو بھی ملا لے۔ دایہ کی باتون لیگانوکی لفاظیون اور خود شاہزادے کی بیحد عنایتون اور شفقتون نے اُن دونون کو بھی موافق بنا لیا۔ اور اب الفانسو کے راستہ مین کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہ روز صبح و شام جا جا کے ضیا سے ملتا۔ اور ضیا کی یہ حالت تھی کہ جب تک الفانسو سامنے نہ بیٹھا ہوتا کسی کام مین دل نہ لگتا۔

اِن پُرلطف صحبتون کو بھی ایک ہفتہ گزر گیا۔ اور دونون عاشق و معشوق دنیا و مافیہا کو بھولے ہوئے تھے۔ یہ حالت اور یہ رنگ دیکھ کے ایک دن دونون کے سامنے ماریہ نے کہا "آپ کے ملنے کا یہی نقشہ ہے تو ہماری ناک چوٹی کٹ جائیگی تھوڑے دنون مین وزیر صاحب آجائین گے اور آپ کے لیے نہ یہ آزادیان رہین گی نہ ملنے کے ایسے موقع ہونگے۔ آپ دل کو روک سکتے نہ بنے گی۔ ہمارے تو ہوش اُڑ رہے ہین"

مشہور ہو جائے گا۔ اور ہم لوگ کہین کے نہ رہین گے"

(ضیا سے) بیوی۔ مین یہ نہین کہتی کہ نہ ملو۔ مگر آخر ملنے کی کوئی حد بھی ہے۔

(الفانسو سے) اور صاحب عالم۔ آپ کو دنیا کا کوئی اور کام بھی ہے؟"

ضیا۔ (الفانسو سے) "تم ہر روز اور ہر وقت نہ آیا کرو۔ اور سب سے چھپ کے آیا کرو"

پھر سب سے الگ ہو کے الفانسو کے کان مین کہا ابا جان کے آنے کو دو ہی چار مہینہ رہ گئے ہین۔ مگر تمھین کچھ فکر نہین۔ ابھی تک تو تم ہی اپنی پریشانی بیان کیا کرتے تھے مگر اب اپنے ساتھ مجھے بھی پریشان کرو گے۔ تم کو تو خدا نے صبر دیا ہے۔ مگر مجھ مین اتنی تکلیف اُٹھانے کی طاقت نہین ہے۔ آخر وہ تدبیر بھی ہو گی یا نہین؟"

الفانسو "مین نے بہت ہی معقول انتظام کیا ہے۔ ہفتہ عشرے مین کام شروع ہو جائے گا"

الفانسو صحبت عیش مین پڑ کے واقعی بھول گیا تھا۔ اُسے یاد ہی نہ تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ اسوقت یہان سے اُٹھا تو سیدھا الجزائر کے وزیر یحیٰی کے پاس گیا۔ اور کہا "آپ کا جہاز آیا کہ نہین؟ اور نہین آیا تو کب تک آنے کی امید ہے؟"

یحیٰی "اِسی ہفتہ مین آجائے گا"

الفانسو "ایسا تو نہین ہے کہ وہ کاریگر نہ آئین؟"

یحیٰی "ضرور آئین گے۔ مین نے ایسی تاکید سے لکھا ہے کہ خود ہمارے سلطان اچھے سے اچھے کاریگر چھانٹ کے بھیج دین گے"

الفانسو "مجھے اُن کا بیحد انتظار ہے۔ وہ لوگ جیسے ہی آئین مجھے بلوا بھیجیے گا؟"

اُس کے تیسرے دن الجزائر کا جہاز آگیا۔ اور اُس مین غلام اور چار بڑے چابکدست معمار اور بڑھئی آ گئے جو اپنے فن مین جواب نہ رکھتے تھے۔ وزیر یحیٰی نے اُنھین فوراً اپنے ایک خادم کے ساتھ شاہزادے کے پاس بھیجدیا۔ جن کو دیکھ کے وہ بہت ہی خوش ہوا۔ اُسی وقت خود جا کے یحیٰی بن سعد کا شکریہ ادا کیا۔ اور واپس آ کے تنہائی مین اُن کاریگرون سے عربی زبان مین کہا (اِس لیے کہ تمام امراے صقلیہ کی طرح وہ بھی عربی مین بے تکلف گفتگو کر سکتا تھا) مجھے تم سے ایک بہت ہی نازک کام لینا ہے۔ اور ایسی رازداری کے ساتھ کہ یہان کسی اور کو

خبر نہ ہونے پائے"

ایک معمار" حضور وہ کام بتائین تو ہم عرض کرین کہ ہم سے ہو سکے گا یا نہین"

الفانسو" مین اپنے اِس کمرے سے قلعہ کے اُس سرے کے ایک کمرے تک زمین کے نیچے نیچے ایک پوشیدہ راستہ بنانا چاہتا ہون جس کے نکاسی کے دروازے دونون طرف ایسے ہون کہ بغیر ہمارے کھولے کسی سے کھل نہ سکین اور کمرے کی دیوار مین اِس طرح پیوست ہون کہ کوئی غور بھی کرے تو نہ پہچان سکے کہ یہان دروازہ ہے"

معمار (سوچ کے) "امید تو ہے کہ ہم بنالین گے۔ ہم نے بڑے بڑے قلعون کے نیچے کوسون تک سُرنگین کھود کے راستے بنائے ہین۔ مگر اُن مین اس بات کی کوشش نہین کی تھی کہ نکاس کے دروازن کو کوئی پہچان نہ سکے۔ لیکن جس دیوار مین دروازہ ہو گا اُس کا بہت چوڑا ہونا چاہیے"

الفانسو" اِس قلعہ کی سب دیوارون کے آثار بہت چوڑے ہین" یہ کہہ کے اُس نے اُٹھ کے اپنے کمرے کی دیوارین دکھائین جن کا آثار دو گز سے زیادہ تھا۔

معمار" بہت کافی ہے۔ اور ہم حضور کی مرضی کے موافق راستہ اور دروازے بنا دین گے"

الفانسو" یہ کام کتنے دنون مین ہو جائے گا؟"

معمار" اگر ہمین پچاس مزدور دیے جائین تو ایک مہینہ مین تیار کر دین گے"

الفانسو" مگر مین چاہتا تھا کہ اِس کام مین یہان کے کسی مزدور سے کام نہ لیا جائے۔ یہ بالکل راز کا کام ہے۔ اور یہان کے کسی آدمی کو بھی خبر ہوئی تو سارے شہر مین مشہور ہو جائے گا"

معمار" تو ایک صورت ہو سکتی ہے آپ وزیر یحییٰ سے کہہ دین اگر اُن سے اجازت مل جائے تو ہم اِن ہیون جزاری جہازون کے غلامون سے کام لے لین گے"

الفانسو" مین کہہ دون گا۔ اور اُن کے اخلاق و محبت سے امید ہے کہ اجازت بھی دے دین گے"

معمار" تو حضور مہینہ ڈیڑھ مہینہ مین تیار لین"

الفانسو نے اُسی وقت جا کے وزیر البحر امیر یحییٰ بن سعد سے کہا۔ اُس نے خلاصیون کو کام کرنے کی اجازت دی اور دوسرے ہی دن سے کام شروع ہو گیا۔

نازنین ضیا کے کہنے سے وزیر مرکیس نے پہرے والون کو ہدایت کر ہی دی تھی کہ وہ لوگ قصر کے سامنے یعنی قصر اور سمندر کے درمیان مین نہ آیا کرین۔ ضیا نے جس کمرے مین راستہ نکلنے والا تھا اُسے ضیا نے چھوڑ دیا تھا۔ اور زمانہ تعمیر مین وہ اندر سے بند رکھا گیا۔ اِس لیے اُس کی خادماؤن کا بھی وہان گزر نہ ہوتا۔ اور تمام لوگون کو تو یہان آنے کی بالکل ممانعت تھی۔ مشہور کیا گیا کہ ضیا اور شاہزادے کے کمرون کی درستی اور نقاشی ہو رہی ہے۔ جہاز کے خلاصی وزیر یحییٰ کے حکم سے کام کرنے کو خشکی پر آ گئے۔ اور کمال اطمینان و راز داری کے ساتھ کام شروع ہو گیا۔

خلاصی معمارون کی ہدایت کے موافق زیر زمین سرنگ کھودنے لگے۔ جس کا سلسلہ لیگانو کی نگرانی مین الفانسو کے کمرے سے شروع کر دیا گیا۔ چار ون معمارون مین سے دو نے الفانسو کے کمرے مین اور دو نے ضیا کے کمرے مین دیوار توڑ کے دروازے بنانا شروع کیے ایک مہینہ کے اندر سرنگ اور دروازون کا سلسلہ مِل گیا تو اُنھون نے ساری سرنگ کے اندرونی حصہ مین استرکاری کر کے اور دروازون پر روغن پھیر کے ایسے سُنہرے روپہلے نقش و نگار بنانا شروع کیے کہ دیکھ کے عقل دنگ رہ جاتی اور دونون کمرون اور پورے زیر زمین راستہ کو شداد کی جنت بنا دیا۔ دروازون کے پٹ دیوار مین خوب پیوست کر دیے گئے۔ اور نقش و نگار کا سلسلہ دروازون اور دیوارون پہ اس طرح ملا دیا گیا کہ کوئی لاکھ غور کرے یہ پتہ نہ چل سکتا کہ دروازے کہان پر ہین۔ دونون کمرون کے دروازون کی دو کنجیان رکھی گئین۔ ایک الفانسو کے پاس رہتی اور ایک ضیا کے پاس۔ کنجی لگاتے ہی پٹ بیچ سے پھٹ کر اور دبکے دونون پہلوؤن کی دیوارون مین غائب ہو جاتے۔ اور دوسرے کھٹکے پر ہاتھ پڑتے ہی نکلتے اور پھر کے مِل جاتے۔ اور بالکل یہ معلوم ہوتا کہ کسی طلسمی اثر سے دیوار پھٹی اور پھر آپ ہی آپ مِل کے برابر ہو گئی۔ کنجیون کے لگانے کی جگہ بھی ایسی مخفی اور بے نشان بنائی گئی کہ کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہو سکے اور اِس سے بھی زیادہ تعریف کی یہ بات تھی کہ کنجی لگانے دروازے کے کھلنے اور

بند ہونے مین بالکل آواز نہ آتی - اگر کوئی دیوار کے پاس ہی دوسری طرف مُنہ کیے بیٹھا
ہوتا تو کسی کے دروازے سے نکل کے آنے اور پھر دروازے کے بند ہو جانے کی
اُسے ذرا بھی خبر نہ ہوتی"

الفانسو اور ضیا دونون نے اِس راستہ اور دروازہ دونون کو نہایت ہی
پسند کیا - کاریگرون اور مزدورون کو اُن کے حوصلے سے زیادہ انعام دے کے
رخصت کیا - جو کام سے فراغت کرتے ہی الجزائر مین واپس گئے - اور صقلیہ مین
کسی کو ذرا بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وزیر فرنان کے قصر مین کیا ترمیم ہوئی ہے۔

اب بڑے اطمینان اور آزادی کے ساتھ اندر ہی اندر ضیا اور الفانسو کی
ایک دوسرے کے یہان آمد و رفت شروع ہو گئی جس کی کسی کو مطلق خبر نہ ہو سکتی -
قصر کے لوگون کو صرف یہ معلوم تھا کہ باہر کے کاریگر بُلوا کے قصر مین کچھ تعمیر ہوئی
ہے - چنانچہ وزیر مرکیس نے ایک دن الفانسو سے پوچھا "مین نے سُنا ہے کہ آپ نے
الجزائر سے کاریگر بلوا کے اپنے کمرے مین کچھ بنوایا ہے؟" اُس نے کہا "مجھے اپنے
مکان کے سجنے اور آراستہ کرنے کا بڑا شوق ہے - ان عربون سے سُنا تھا کہ مصر کے
صنّاع و نقاش چھت اور در و دیوار پر بہت ہی اچھے نقش و نگار بناتے ہین -
اِس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل بہت سے مصر کے کاریگر الجزائر مین آئے
ہوئے ہین - اُن سے فرمایش کر کے مین نے چند کاریگر بُلوائے اور اپنے کمرے
مین نقش و نگار بنوائے - وہ ضیا کو ایسے پسند آئے کہ اُنھون نے بھی اپنے کمرے مین
بنوا لیے - دیکھیے کیسے نفیس بیل بوٹے بنائے ہین کہ کمرے مین قدم رکھتے ہی معلوم
ہوتا ہے انسان کسی طلسمی مکان مین چلا آیا" یہ کہہ کے اُسے ساتھ لے جا کے اپنا
کمرہ دکھایا - مرکیس دیکھتے ہی عش عش کر گیا - اور کہا "یہ آراستگی اور سجاوٹ
تو یہان کسی بادشاہ کے محل مین بھی نہین نظر آ سکتی - خدا آپ کو اِس مین رہنا
مبارک کرے - اگر وہ کاریگر موجود ہون تو مین بھی اُن سے کچھ بنوانا چاہتا ہون"
الفانسو "اُن کو واپسی کی اِس قدر جلدی تھی کہ کام ختم کرتے ہی جہاز پر سوار ہو کے
چلے گئے - ورنہ مین تو سارے قصر مین ایسے ہی نقش و نگار بنوا لیتا"

اب اِس کے بعد سے یہ معمول تھا کہ ضیا کا جب جی گھبراتا اندر ہی اندر غائب

ہو کے الفانسو کے پاس چلی جاتی۔ اور جس وقت الفانسو کو زیارت محبوبہ کا شوق ہوتا
بے تکلف اُس کے پاس آ پہونچتا۔ مخفی راستہ کا حال سوا اُن دونون اور لیگانو کے
کسی چوتھے کو نہین معلوم تھا۔ اور نہ کبھی کسی کا اُس کے اندر سے گزر ہوا تھا۔ حتّیٰ کہ
ضیا کی تینون خادماؤن کو بھی اُس کی خبر نہ تھی۔ اس لیے کہ سرنگ کا سارا اندرونی
کام الفانسو کے کمرے سے ہوا جہان لیگانو کے سوا پرندہ پر نہ مار سکتا تھا۔ ضیا کے
کمرے مین اُس کا راستہ نکالنے اور دروازہ قائم کرنے کا کام ایک ہفتہ مین پورا
ہوا تھا جبکہ کاریگرون نے اندر اُس کے دروازے بند کرلیے تھے۔ اور بغیر کام پورا
ہوئے وہ کمرہ نہ کھلا۔ بہرحال یہ راستہ ساری دنیا اور خود گھر مین رہنے والون
تک سے مخفی اور

میانِ عاشق و معشوق رمزیست — کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

کا مصداق تھا۔ ضیا کی خادماؤن کے ملانے سے صرف اتنا فائدہ اُٹھایا گیا کہ دونون
کو ملنے کا موقع مل گیا۔ اور اُن کی آمد و رفت کو وہ لوگون سے مخفی رکھتین۔ ضیا اور
الفانسو بھی اِس راستہ سے فائدہ اُٹھانے مین اتنی احتیاط برتتے کہ لوگون کی
آنکھین بچا کے اس طرح آتے کہ کسی کو کسی غیر معمولی راستہ کا گمان نہ ہونے پاتا۔
اور چونکہ الفانسو کو اندیشہ تھا کہ کوئی بادشاہ کا بھیجا ہوا قاتل مجھے رات کو آکے
قتل نہ کر ڈالے اس لیے وہ اکثر سرنگ کے اندر پلنگ بچھا کے یا ضیا کے کسی مخفی کمرے
مین جا کے رات بسر کیا کرتا۔

پانچوان باب

سلطنت الجزائر و صقلیہ مین دوستی

اب دونون نہایت ہی خوش تھے۔ اکثر اوقات دونون ساتھ بیٹھے رہتے۔
ایک آدھ دفعہ ماریہ نے پھر سمجھایا۔ مگر ضیا اور الفانسو دونون نے اُسے یقین دلایا
کہ اب ہماری اِن ملاقاتون مین کسی بات کا اندیشہ نہین۔ ہم نے آمد و رفت کا ایسا
احتیاط کا طریقہ رکھا ہے کہ تمھارے سوا اور کسی کو ہمارے ملنے جلنے کی خبر نہین ہو سکتی۔“

الفانسو اپنے عہد پر قائم تھا۔ سوا دیدار سے مسرت حاصل کرنے کے اور تمام حیثیتون سے ضیا کے حُسن اور اُس کی پاکدامنی کی بہت عزت کرتا۔ اور جذبات محبت یوماً فیوماً ترقی کرتے جاتے۔ ضیا نے جو کہانیان بچپن مین اپنی دایہ سے سُنی تھین پاس لیٹ لیٹ کے سُناتی۔ اور اُسے یہ سبق ایسا یاد ہو جاتا کہ اُس کے آگے سارے سبق بھول گئے تھے۔

بوران اور شاہ مہرجان نے اِس زمانے مین اُس کے قتل کا کئی بار ارادہ کیا مگر ہر دفعہ ناکامی ہوئی۔ اسلیے کہ اول تو زبردست پہرے اور جزائری جہازون کے موجود ہونے کے اندیشے سے کسی دشمن کو قصر کے پاس پھٹکنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ اس پر بھی بوران کے بھیجے ہوے قاتل دو دفعہ الفانسو کے کمرے کے اندر بھی پہونچ گئے مگر اُسے غائب پایا۔ اور ناکام واپس گئے۔ بوران نے آخری یہ تدبیر کی کہ مرکیس کو ملا کے اور اُس کے حال پر غیر معمولی عنایت ظاہر کر کے اُسے امید دلائی کہ "اگر تم اِن دونون لڑکون کو کسی حکمت سے قتل کرا دو تو مین تمھارے ساتھ سلطانہ کی شادی کر دون گی۔ اور تم ہی ملکۂ صقلیہ کے خودمختار شوہر ہو گے۔" مرکیس اس فقرے مین آ جاتا۔ مگر اول تو وزیر فرزان کے ساتھ عہد و پیمان اور قول و قسم ہونے کا خیال آیا۔ دوسرے دل مین سوچا کہ جیسا چال چلن بوران کا ہے ویسا ہی سلطانہ کا بھی معلوم ہوتا ہے۔ آج نہین تو آگے چل کے اور تخت پر بیٹھنے کے بعد ہو جائے گا۔ اور یہ ہوا تو وہ میری دشمن ہوگی اور میری زندگی عذاب مین ہو جائے گی۔ اور یہ بدگمانی بے اصل بھی نہ تھی۔ سلطانہ کی عمر پچیس سال سے زیادہ تھی۔ الفانسو سے تین چار برس بڑی تھی جوانی کا جوش شوخی و شرارت کے عنوان سے نمایان تھا۔ مان کی سی بیباکی اور بیحیائی اُس مین بھی تھی۔ امیرزادون سے لگاوٹ کرنے مین اکثر اُس سے ایسی آزادیان اور بے اعتدالیان ظاہر ہوئین کہ پاپہ مین بدنام ہونے لگی تھی۔

آخر چار پانچ مہینہ ہو گئے کہ وزیر فرزان مسینا کا انتظام کرنے اور باغیون کو سزا دینے کے بعد سارے جزیرے کا دورہ کر کے واپس آ گیا۔ اور تمام باتون کو یہان اپنی مرضی کے موافق پا کے بہت خوش ہوا۔ مرکیس کا شکریہ ادا کیا۔ اور

جب یہ سُنا کہ اُس کو سلطانہ سے شادی کر دینے تک کا لالچ دلایا گیا مگر اُس نے اپنے عہد کے خلاف نہ کیا تو فرنان اُٹھ کے اُس سے لپٹ گیا۔ اور کہا "واہ سچے وفادار ایسے ہوتے ہین! اور ایسے ہی ثابت قدم عہدہ دارون کی سلطنت کو ضرورت ہی"

اُس کے بعد اُٹھ کے بیٹی کے پاس گیا جس سے اُسے بے انتہا محبت تھی۔ اور جیسے ہی اُس کے بیرُونی کمرے مین قدم رکھا خادمائین اپنے آقا کی صورت دیکھ کے سہم گئین۔ ماریہ گھبرا کے ضیا کے پاس دوڑی گئی جو کمال بے فکری سے بیٹھی الفانسو سے باتین کر رہی تھی۔ اور کہا "ہے ہے بڑا غضب ہوا۔ آپ کے ابّا جان آ گئے۔ برابر والے کمرے مین ہین"

ضیا۔ "تو تم گھبرائی کیون جاتی ہو؟ بُلا لاؤ"

ماریہ۔ "ارے ہائے شاہزادے کو تو چھپائیے"

ضیا۔ "مین چھپا دون گی تم ابّا جان کو بلا لاؤ کہ میرا یہ کمرہ آ کے دیکھین"

ماریہ۔ "آپ کو تو کبھی بات کی غیرت نہین رہی۔ مگر مین کہین کی نہ رہون گی۔ خدا کے لیے جلدی چھپائیے ورنہ قیامت ہو جائے گی"

ضیا۔ "کہتی ہون تم ابّا جان کو بلا لاؤ۔ یہ ابھی چھپے جاتے ہین"

مجبوراً ماریہ دل ہی دل مین ضیا کو بُرا بھلا کہتی اور کوستی ہوئی واپس گئی۔ اِتنی دیر مین الفانسو تہ خانے مین ہو رہا اور ماریہ نے وزیر کے ساتھ آ کے دیکھا تو الفانسو کا پتہ نہ تھا۔ وزیر نے آ کے پہلے بیٹی کو گلے لگایا۔ پیار کیا۔ اور کہا "بیٹی پہلے تم اکثر مجھے ملول و غمگین نظر آیا کرتی تھین۔ اب کی تمھین خوش بشاش دیکھ کے مین بہت ہی خوش ہوا۔" پھر کمرے کے نقش و نگار دیکھ کے بہت ہی پسند کیے اور کہا "یہ کون سا اُستاد کاریگر مِل گیا جس نے تمھارے کمرے کو جنت کا مکان بنا دیا ہے؟"

ضیا۔ "ابّا جان۔ الفانسو نے کہین سے کاریگر بُلوا کے اپنے کمرے مین ایسے ہی بیل بوٹے اور نقش و نگار بنوائے تھے۔ مین نے سُنا تو اپنا یہ کمرہ بھی اُن سے درست کرا لیا"

وزیر۔ "بہت اچھا کیا۔ مین اب الفانسو کے کمرے کو بھی جا کے دیکھون گا"

بیٹی سے چند باتین کرکے وزیر فرنان الفانسو کے کمرے مین گیا۔ اُس کے سامنے حسب معمول آداب شاہی بجالایا۔ اور پوچھا "آپ کو میرے پیچھے کسی بات کی تکلیف تو نہین ہوئی ہے"

الفانسو۔ "آپ کی شفقت و رحمت سے مجھے کسی بات کی تکلیف نہین ہوئی۔ آپ کے بعد مین خوش رہا۔ اور کبھی کسی بات کا اندیشہ نہین ہوا"

فرنان۔ "ہان مین تمھین بشاش اور مسرور پاتا ہون۔ پہلے تمھارے چہرے پر ایک فکر اور ایک طرح کا غم سا رہا کرتا تھا۔ جس کا پتہ لگانے کی مجھے بڑی فکر تھی۔ مگر اب مسیح کی عنایت سے مین اُس ناگوار اندیشہ ناک حالت کو نہین پاتا"

اس کے بعد فوراً بادشاہ مہرجان کے دربار مین حاضر ہو کے زمین بوس ہوا۔ پُوران کو آداب بجالایا جو اخلاق سے ملے۔ مگر اُسے دونون کا چہرہ اُترا ہوا نظر آیا۔ مسینا کے جو واقعات تحریراً پہلے ہی لکھ کے بھیج چکا تھا زبانی سُنائے۔ اور دورے کی مختصر کیفیت بیان کی۔

شاہ مہرجان۔ "تم نے میری رعایا کو کس حال مین پایا؟"

فرنان۔ "سب خوش و خرم ہین اور حضور کی دعاے دولت و اقبال مین مصروف"

شاہ مہرجان۔ "کسی کو کسی بات کی شکایت تو نہین ہے؟"

فرنان۔ "شکایت تو کسی بات کی نہین۔ مگر دورے مین مین نے یہ بات بڑی حیرت سے دیکھی کہ تمام لوگ کیا مسلمان اور کیا عیسائی اِس بات کے خواستگار ہین کہ دولت صقلیہ الجزائر کے عربون کا ساتھ دے۔ اور نیپلز کے مقابلہ مین اشتہار جنگ دے دے"

شاہ مہرجان۔ (حیرت سے) "عیسائی بھی! اگر مسلمانون کی یہ خواہش ہوتی تو مضائقہ نہ تھا۔ مگر مسیحون مین یہ خیال کیون پیدا ہوا؟"

فرنان۔ "حضور اہل صقلیہ نیپلز والون کو اپنا سچا دوست نہین سمجھتے ہین۔ جانتے ہین کہ اُنھین جب موقع ملے گا ہم پر حملہ کر دین گے۔ برخلاف اس کے الجزائر والے ہمارے دوست ہو سکتے ہین۔ اور اُن کا اب ہم پر چڑھائی کرنے کا ارادہ نہین ہے۔ بلکہ چاہتے ہین کہ بنے تو اٹالیہ پر حملہ کر دین"

شاہ مہرجان "ہے تو میرا بھی یہی خیال - نیپلز والون کے ساتھ ہزار دوستی کیجیے مگر وہ ہمارے دشمن ہی رہین گے"

فرنان "ماسوا اِس کے حضور نیپلز مین فرنچ لوگون کی سلطنت ہے - اور فرنچ لوگ ہم پر جیسے ظلم کر چکے ہین ظاہر ہین"

شاہ مہرجان "مجھے پہلے نہ معلوم ہوا ورنہ الجزائر کے ایلچی جو پیام لائے تھے اُسے قبول کر لیتا"

فرنان "ایلچی اُن کے آج بھی میرے قصر کے سامنے پڑے ہوئے ہین - جنھون نے بہانہ تو یہ قرار دیا ہے کہ ڈان رادرق - اور الفانسو کی حفاظت کو آئے ہین مگر اصلی مطلب یہ ہے کہ رعایا کو اُبھار اُبھار کے نیپلز کی دشمنی پر آمادہ کرین - اور یہی کر رہے ہین - مجھے اُن کی سازشین ہر ضلع مین نظر آئین"

بوران "تو اب اِن کو یہان سے ہٹاؤ - سلطانہ کی تخت نشینی کے لیے ہم سوچ کے جو تدبیر نکالتے ہین اُس مین یہ لوگ خلل انداز ہوتے ہین"

فرنان "لیکن اگر ناراض کر کے اُنھین واپس کیا گیا تو مجھے اب ملک مین بغاوت ہو جانے کا اندیشہ ہے - لوگ تیار ہی بیٹھے ہین"

بوران "تو پھر ہمارا اِس مین کیا حرج ہے؟ ہم کو اُن کی خواہش کے مطابق الجزائر والون سے دوستی کر لینی چاہیے"

شاہ مہرجان "اُن سے دوستی ہوتے ہی ہمین نیپلز والون سے لڑنا پڑے گا"

بوران "تو کیا مضائقہ ہے - لڑ لینا - جب وہ ہمارے شہر سِسِلیا مین آ آ کے سازشین پھیلاتے ہین تو ہمین اُن کی کیا مروّت ہو سکتی ہے؟"

فرنان "اب شاید ہمین اہل نیپلز سے لڑنے کی ضرورت نہ پڑے گی - اِس لیے کہ مین نے معتبر طور پر سُنا ہے کہ عنقریب نیپلز اور الجزائر والون مین صلح ہونے والی ہے - دونون لڑتے لڑتے عاجز آ گئے ہین - لہذا فی الحال اُن کے اطمینان کے لیے یہی کافی ہو گا کہ ہم مین اُن مین دوستی و یکجہتی اور دشمن کے مقابلہ مین ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا عہد و پیمان ہو جائے - اور اگر ہم اس معاہدے مین اتنی قید اور بڑھا دین کہ دونون سلطنتین

ایک دوسرے کا ساتھ دینے پر اُسوقت مجبور ہون گی جب لڑائی اپنی طرف سے نہ چھیڑی گئی ہو۔ بلکہ وفاعی اور صرف اپنا ملک بچانے کے لیے ہو۔ تو ہم ہی ہر طرح نفع مین رہین گے۔ یہ مجھے یقین ہی کہ اب نہ کبھی نیپلز والے الجزائر پر چڑھ کے جائین گے اور نہ الجزائر والے نیپلز والِسلن پر حملہ آور ہون گے۔ اب جو کچھ اندیشہ ہے ہمین اہل نیپلز سے ہے جو ہمارے ملک کو اپنی پُرانی ملکیت اور جائداد سمجھے ہوئے ہین۔ سب طرف سے اطمینان ہوتے ہی وہ ہم پر حملہ آور ہون گے اور ایسی صورت مین اگر یہ معاہدہ ہو گیا تو ہمین الجزائر والے ساتھ دینے اور مدد کرنے کو مل جائین گے جو نیپلز والون سے زبردست ہین۔"

بوران "تم بہت دور کی بات سوچتے ہو۔ بلا تامل صلح اور معاہدہ کر لو۔ دیکھو دیر نہ لگانا۔ اور اِن لوگون سے جو یہان مدت سے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہین کہو اپنے گھر جائین۔"

شاہ مہرجان "میری بھی یہی راے ہے۔"

فرنان "تو مین دو ہی چار روز مین اس صلح اور معاہدے کا بندوبست کر لون گا

اب وزیر فرنان بادشاہ اور اُس کی بہن سے رخصت ہو کے اپنے قصر مین آیا۔ اُسی دن مرکیس سے اپنے کام کا جائزہ لے لیا۔ اور اُس سے کہا دیہ جائزہ صرف بادشاہ کے دکھانے کے لیے ہے ورنہ ہم آپ ایک ہین۔ اور کوئی کام بغیر آپ کی مرضی کے اور بغیر آپ سے مشورہ کیے نہ ہو گا۔ مرکیس نے اِس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد سے معمول رہا کہ مرکیس روزہ بلا ناغہ وزیر فرنان کے قصر مین آتا۔ اور اُس کا زیادہ وقت اُسی کی صحبت مین بسر ہوتا۔ دو ہی چار مہینے کے اندر دونون وزیرون کے مشورے سے بادشاہ اور اُسکی بہن کی مرضی کے موافق الجزائر اور صقلیہ کی سلطنتون مین معاہدہ ہو گیا کہ اپنے ملک کے بچانے اور حملہ آور دشمن کے روکنے مین دونون سلطنتین ایک دوسرے کا ساتھ دین گی۔ اور اس معاہدے کی تکمیل کے دو دن ہی مین [illegible] اور الجزائر مین صلح ہو گئی۔ اور جزائری سفیر اپنے جہازون پر سوار ہو کے خوش خوش اپنے گھر گئے۔ اور صقلیہ کی مدد کے لیے دل و جان سے تیار تھے۔ اِس لیے کہ صقلیہ کی حفاظت مین خود اُن کی حفاظت تھی۔

چھٹا باب

انتخاب ولی عہد کی فکر

اس زمانے کو تقریباً تین سال گزر گئے۔ نیپلز والون کو جب معلوم ہوا کہ شاہ صقلیہ اور سلطان الجزائر مین معاہدۂ اتحاد ہوگیا ہے تو خاموش بیٹھ رہے۔ او صقلیہ کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھنے کی بھی کبھی اُنھین جرأت نہ ہوئی سلطانہ کی بیباکیان شہر پر ہو مین اور زیادہ مشہور ہوئین۔ اور اُس کا گھر بدکار و بدمذاق بیہودہ و غیر مہذب نوجوانان صقلیہ کا مجمع اور ہر قسم کی آوارگیون اور بدچلنیون کا مرکز بن گیا۔

مگر بوران اور بادشاہ اُسی طرح اِس فکر مین لگے ہوئے تھے کہ وارث تاج وسریر وہی قرار دی جائے۔ لیکن اپنی ہر کوشش مین ناکام رہے اور کسی طرح زور نہ چلا۔ آخر ایک دن وزیر فرنان نے بادشاہ کی حضوری مین بوران سے کہا، "بجاے اِن شاہزادون کے قتل کے درپے ہونے کے آپ یہ تدبیر کیون نہین کرتین کہ اِن دونون مین سے ایک کے ساتھ سلطانہ کی شادی ہو جائے۔ اور وہی لڑکا وارث تاج وتخت ہو۔"

بوران: "اِس طرح اصلی مالک سلطنت تو وہی لڑکا رہے گا۔ میری سلطانہ کو اُس کا تابعدار ہو کے رہنا پڑے گا۔ مگر میری یہ تمنا تھی کہ سلطانہ کا دولھا اُس کا تابعدار اور غلام بن کے رہتا۔ خیر (ایک ٹھنڈھی سانس لے کے) جب اور کسی طرح زور نہ چلے گا تو مجبوراً یہی کرنا پڑے گا۔ مگر خرابی یہ ہے کہ اِن دونون لڑکون کے دل سے یہ چوٹ نہین جا سکتی کہ اُن کے باپ کو مین نے قتل کرایا ہے۔ اِس کا [illegible] اُنھون نے سلطانہ سے لینا چاہا تو مجھے قبر مین چین نہ آئے گا۔"

فرنان: "آپ کا یہ اندیشہ بجا ہے۔ مگر الفانسو نہایت ہی شایستہ۔ مصلحت بین۔ اور سعادت مند نوجوان ہے۔ اگر اُس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کیا گیا

تو مجھے یقین ہے کہ وہ ایسی حرکت نہ کرے گا۔"

شاہ مہرجان ۔" لیکن اُس کا بڑا بھائی ڈآن رادرق تو بالکل نالائق ہے۔ پچیس برس کی عمر ہو چکی مگر سمجھ آج تک نہین آئی۔ کبھی میرے یا اپنی پھوپی کے سامنے آتا ہے تو نہ آداب صحبت کا کچھ لحاظ کرتا ہے۔ نہ درباری تہذیب کا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی وحشی جانور کو جنگل سے پکڑ لائے ہین۔ اور آنکھون سے ایسی وحشت برستی ہے کہ ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اُس پر تو مین ایک گھڑی کو بھی بھروسا نہ کرون گا۔"

بوران ۔ (وزیر سے) "تو اچھا ایک دن تم الفانسو کو اپنے ساتھ دربار مین لے آؤ۔ اگر مجھے پسند آیا۔ اور اُس کی عادتین اچھی نظر آئین تو تمھارے ہی کہنے پر عمل کرون گی۔ اور فرنان۔ کیا یہ نہین ہو سکتا کہ ہم اپنے سامنے ان دونون کی شادی کر دین اور ولی عہد میری سلطانہ قرار دی جائے؟"

فرنان ۔" حضور کو اختیار ہے۔"

شاہ مہرجان ۔" ہمین اختیار تو بے شک ہے۔ مگر ملک مین یہ کارروائی کس نظر سے دیکھی جائے گی؟"

فرنان ۔" غلام کے خیال مین تو تمام اُمرا ناپسند کرین گے۔ ساری رعایا بگڑ کھڑی ہو گی۔ اور صقلیہ مین بڑا بھاری انقلاب ہو گا۔ پھر اُس کا انجام جو چاہے ہو۔ مگر مدتون خونریزی ہولے گی تب امن قائم ہو گا۔"

بوران ۔" تو پھر اس کارروائی سے کیا فائدہ ہوا؟ خیر تم ایک دن اُسے لاؤ تو مین ذرا اُس کی حالت تو دیکھ لون۔"

فرنان ۔" مین کل ہی حاضر کر دون گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ حضور اُس کو دیکھ کے خوش ہون گی۔"

یہان سے واپس جاتے ہی وزیر [illegible] الفانسو کے پاس گیا کہ دوسرے دن دربار شاہی مین حاضر ہونے کے لیے اُسے آمادہ کرے۔ مگر الفانسو اپنے کمرے مین نہ تھا۔ اب وہ سوا ضیا کی صحبت کے اور کہان ہو سکتا تھا؟ لیکانو نے آداب بجا لا کے کہا۔" وہ ابھی باہر ٹہل رہے تھے۔ حکم ہو تو ڈھونڈ کے بلا لاؤن؟"

فرنان:" مجھے اُن سے ملنے کی سخت ضرورت ہے۔ مگر جلدی نہین۔ اسوقت مین جاتا ہون تھوڑی دیر کے بعد آؤن گا۔ تم اُن سے کہدینا کہ میرا انتظار کرین"۔
لیگانو:" مین اُنھین حضور ہی کی خدمت مین نہ بھیج دون؟"
فرنان:" نہین مین اُن سے بی ادبی نہین کر سکتا۔ میری تربیت مین ہین تو کیا ہوا؟ ہین تو میرے آقا اور آقا زادے؟ مین خود تھوڑی دیر مین آجاؤن گا"۔ یہ کہہ کے وزیر چلا گیا۔ اُس کے جاتے ہی لیگانو نے باہر کی طرف سے ضیا کے کمرے مین جاکے اُسے خبر کی۔ الفانسو فوراً اپنے کمرے مین آیا۔ اور لیگانو نے وزیر کے آنے کی کیفیت بیان کی۔

اب الفانسو مین وہ اگلا طفلانہ مزاجی کا جوش متانت سے بدل گیا تھا۔ اور ضیا کے چہرے پر بھی وہ بچپن کی سادگی اور بھولے پن کی بے تکلفی شرم وحیا کا گھونگھٹ نکالنے لگی تھی۔ مگر باوجود اِس قدرتی حجاب کے دونون ایک دوسرے کے سامنے کھلے ہوئے اور صاف تھے۔ اِن دونون عشق بازون مین اگر نئی نئی ملاقات ہوئی ہوتی تو دونون مین خودداری ہوتی۔ متانت ہوتی۔ ایک طرف سنبھلا ہوا تہذیب کا شوق ہوتا اور دوسری طرف حجاب کے پردے مین چھپی ہوئی لگاوٹ اور دلبری ہوتی۔ ملنا رُک رُک کے ہوتا۔ اور زیارت و دیدار کے موقع آتش شوق کو تیز کر کر کے اور دل کی لگی کو دھونک دھونک کے دیے جاتے۔ لیکن یہان دونون سینون مین سادگی اور بچپن کی محبت نے ایسی گہری جگہ پکڑ لی تھی۔ اور دونون دلون کی حالت طفلی کی سادگی نے اِس طرح ایک دوسرے کے آگے کھول کے رکھ دی تھی کہ باوجود شباب کا زمانہ آنے اور دلون مین کشش کے خطرناک جذبات کے پیدا ہو جانے کے وہی بے تکلفی تھی اور وہی سیدھی سادی خالص و بے ریا الفت۔ نہ ناز برداری تھی نہ ناز آفرینی۔ نہ رکاوٹ تھی نہ لگاوٹ۔ ایک کا [illegible] سرے پر آئینہ تھا۔ دونون دردِ دلی پر آہ کرنے کے ساتھ دوسرے کے دل پر تسلی کے لیے ہاتھ رکھتے تھے۔ اور مصلحت وضرورت کے لاکھ خلاف ہو ملاقات اور ہر وقت کے میل جول سے باز نہ آتے۔

لیگانو سے یہ سُن کے کہ وزیر فرنان آیا اور مین نہ ملا الفانسو کو بڑی

ندامت ہوئی۔ دل مین کہا "واقعی ہم دونون بڑے بے احتیاط ہین۔ کم سے کم دن کو تو ہمین جدا اور اپنے کمرون مین رہنا چاہیے؟ مگر آہ! دل نہین مانتا۔ نہ میرا دل مانتا ہے اور نہ ضیا کا۔ ہم دونون کی عجیب حالت ہے۔ اگر مین مصلحت کا خیال کرکے رُکتا ہون تو وہ زبردستی بُلاتی ہے۔ اگر وہ کبھی انجام کو سوچ کے رکتی ہے تو مین زبردستی جا پہونچتا ہون۔ مین آتش شوق پر پانی ڈالتا ہون تو وہ پھونک پھونک کے بھڑکا دیتی ہے۔ وہ اِس آگ کو بجھانا چاہتی ہے تو مین دھونک دھونک کے مشتعل کر دیتا ہون۔ خیر۔ اب اسی مین مصلحت ہے کہ مین وہان کا دن کو جانا چھوڑ دون۔ اور فقط رات کو چند گھنٹے بیٹھ کے چلا آیا کرون"

اسی سوچ مین تھا کہ وزیر فرنان آگیا۔ آہٹ پاتے ہی الفانسو تعظیم کے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ وزیر دوڑ کے آداب شاہی بجا لایا۔ اور کہا "آپ آقا ہین مین نوکر۔ میری تعظیم کے لیے آپ نہ اُٹھا کرین"

الفانسو "مین آپ کو باپ کی جگہ سمجھتا ہون۔ دنیا مین میرے مربی اور سرپرست جو کچھ ہین آپ ہین۔ آپ ہی کی شفقت نے مجھے انسان بنایا۔ اور اِس قابل کیا کہ اپنا نیک و بد سمجھون۔ آپ کی عنایت نہ ہوتی تو شاید مین اب تک زندہ نہ ہوتا۔ مین ناشکرا نہین ہون۔ زندگی بھر میرا فرض رہے گا کہ آپ کا ادب کرون اور آپ کے حکم سے باہر نہ ہون"

فرنان "آپ کی یہ سعادت مندی دیکھ کے مین بہت خوش ہوتا ہون۔ اور مجھے قوی اُمید ہے کہ آیندہ صاحب تاج و تخت آپ ہی ہون گے۔ شاید اسی خیال سے آپ کے چچا بادشاہ مہرجان اور آپ کی پھوپی بوران نے آپ کو بلایا ہے۔ کل میرے ساتھ چلنے کے لیے تیار رہیے گا۔ اور وہان دونون کے سامنے ایسے ادب و شایستگی سے جائیے۔ اور اِس طرح ادب و اخلاق سے باتین کیجیے کہ اُنھین یقین آجائے کہ بادشاہون مین جس تہذیب و دانائی اور جیسی ذراست و قابلیت کی ضرورت ہے آپ مین موجود ہے"

الفانسو "آپ کے حکم کی تعمیل مین مجھے عذر نہین ہے۔ ورنہ آپ جان سکتے ہین کہ اپنے باپ کے قاتلون سے مین صفائی اور شگفتگی سے نہین مِل سکتا"

فرمان "یہ آپ کی ناتجربہ کاری ہے۔ سلطنت و حکمرانی اور تاج و تخت کے لیے
ہر ملک مین ایسے واقعات اکثر پیش آیا کرتے ہین۔ اور مصلحت و ضرورت نے
ہمیشہ بڑے بڑے صاحب عقل تاجدارون کو اِس کا خیال بھُلا دیا ہے۔
تخت نشینی کی قابلیت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ اُن گزشتہ واقعات کو
دل سے نکال ڈالین۔ اور موجودہ فرمان روا اور اُس کی صاحب ہوش
بہن سے اُسی طرح ملین جس طرح ایک ولی عہد کو اپنے مورث سے ملنا
چاہیے۔"

یہین تک باتین ہوئی تھین کہ ایوان شہریاری سے ایک سوار گھبرایا
اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا۔ اور وزیر کے سامنے آکے عرض
کیا "جہان پناہ کی طبیعت یکایک ناساز ہو گئی۔ فالج گرا ہے۔ حس و حرکت مفقود
ہے۔ فقط زبان سے کچھ بگڑے ہوئے لفظ نکل جاتے ہین۔ اور رُک رُک کے
دو ایک باتین کر لیتے ہین۔ اُنھون نے گرتے ہی آپ کو یاد کیا اور فوراً حاضر
ہونے کا حکم ہے۔"

یہ خبر سارے قصر مین مشہور ہو گئی۔ اور جس نے سُنا بدحواس ہو گیا۔
اصل یہ ہے کہ اُن دنون کسی بادشاہ کا سخت مرض مین مبتلا ہونا شہر اور آبادی
کے لیے نہایت ہی خطرناک تصور کیا جاتا تھا۔ ایسے اوقات مین اکثر شہر لُٹ
جایا کرتے۔ اور قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ وزیر فرمان فوراً
گھبرا کے ایوان شاہی مین گیا۔

اُس کے جاتے ہی الفانسو کے دل مین آئی کہ وزیر کی اِن باتون
اور بادشاہ کے ناگہان بیمار پڑ جانے کو پیاری ضیا سے جا کے بیان کرے۔
مگر وزیر کے آنے سے پہلے جو خیالات اُس کے دل مین گزر رہے تھے اُن کا
اثر ابھی تک باقی تھا۔ ذرا ہو[illegible]ے آپ ہی آپ کہنے لگا "نہین۔ اب مین
رات ہی کو ضیا سے ملون گا۔ دن کو اُس کے پاس جانا مصلحت کے خلاف
ہے۔" اور اپنے کمرے سے باہر نکل کے سمندر کے کنارے ٹہلنے لگا۔

ساتوان باب

پیمان وفا

یہ دن الفانسو نے دل پر جبر کر کے بڑی مشکل سے کاٹا۔ لیونورا صلؔ اُس کے لیے ہجر کا ایک نہایت ہی ناقابل برداشت زمانہ تھا۔ کوئی شب فراق کو تارے گن گن کے اور تڑپ تڑپ کے کاٹتا ہے۔ اُس نے گھڑیاں گن گن کے اور آتش فراق کے گلخن پر لوٹ لوٹ کے یہ قیامت کا دن کاٹا۔ خدا خدا کر کے شام ہوئی۔ تارے نکلے۔ چراغ روشن ہوئے۔ اور بادشاہ کی سخت بیماری کے اندیشے سے سرشام ہی سناٹا ہو گیا۔ الفانسو نے اب اپنا مقررہ زمانۂ فراق ختم کر کے لیگانو کو سامنے بلایا اور کہا "مین ضیا کے کمرے مین جاتا ہون۔ تم آج رات کو جاگتے رہنا۔ اور اگر وزیر آئین یا اور کوئی ضرورت پیش آئے تو مجھے فوراً خبر کرنا۔" یہ کہہ کے اُس نے مخفی دروازہ کھول کے تہ خانہ کی راہ لی۔ ضیا کے کمرے مین پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ معشوقۂ نازنین کے پھول سے رخساروں پر آنسو جاری ہین۔ اور ماریہ محبت سے اُنھین پونچھ پونچھ کے تسلی دے رہی ہے۔ یہ جگر خراش منظر دیکھتے ہی بھوچکا رہ گیا۔ اور نہایت ہی اضطراب کے ساتھ ماریہ سے پوچھا "کیا ہوا کیا؟ وزیر فرمان نے کچھ کہا؟ یا کسی اور سے کچھ گستاخی ہوئی؟ آخر ماجرا کیا ہے؟ جلدی کہو۔ یہ حالت دیکھ کے میرا کلیجا شق ہوا جاتا ہے۔"

ماریہ۔ "جو کچھ کیا ہے آپ نے کیا ہے۔"

الفانسو۔ (حیرت سے) "مین نے! آخر مجھے اپنا قصور بھی تو معلوم ہو؟"

ماریہ۔ "آپ ہی نے ہماری بی بی کو ہر گھڑی آ آ کے ایسا گرویدہ بنا لیا کہ آپ کے بغیر ایک گھڑی کا کٹنا بھی قیامت ہو جاتا ہے۔ یا آج ایسے بھولے کہ دن بھر خبر نہ لی۔ آپ ہی بتائیے کہ روز تو آپ دن بھر اِن کے ہین چکر لگایا کرتے تھے یا آج دن بھر اُنھین حیران و پریشان رکھ کے اِس وقت آئے ہین! بھلا یہ آپ کو مناسب تھا؟ اِن کے دل کی نزاکت ہی کا خیال کیا ہوتا!"

الفانسو۔ "بس یہی شکایت ہے؟ بے شک میرا قصور ہے۔ جو سزا دی جائے اُس کا

سزاوار ہون۔ اور اِس سے بڑی سزا کیا ہو سکتی ہو کہ اپنی جان سے زیادہ پیاری ضیا کو روتے اور آنسو بہاتے دیکھ رہا ہون۔ لیکن ایسی سخت سزا دینے سے پہلے میرے نہ آنے کا سبب بھی تو سُن لو۔ تمھارے ابّا جان میرے وہان آنے اور یہین یہان تھا۔ لیگا نو بُلالے گیا۔ جس پر مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ وہان گیا تو معلوم ہوا کہ وہ تھوڑی دیر مین آنے کو کہہ گئے ہین۔ اُن کا انتظار کرتا رہا۔ آخر وہ آئے۔ اور کہا کہ "کل تمھین میرے ساتھ دربار شاہی مین جانا ہوگا۔ تیاریان کر رکھو۔ اور غالبًا اس لیے بلائے گئے ہو کہ تم کو وہ اپنا ولی عہد قرار دین"۔ اتنے مین ناگہان خبر آئی کہ بادشاہ سخت بیمار ہو گئے۔ اور وہ گھبرا کے وہان دوڑے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد مین نے آنے کا ارادہ کیا۔ مگر دل مین آئی کہ اب دن کو بار بار یہان آنے مین اِن کی اور میری دونون کی بدنامی کا اندیشہ ہے۔ یہ سوچ کے ارادہ کر لیا کہ اب رات ہی کو ملا کرون گا۔ اگرچہ دل کسی طرح نہ مانتا تھا۔ کسی بات مین نہ لگتا تھا۔ مگر دل پر جبر کر کے نہایت ہی تکلیف و بدمزگی سے مین نے دن ختم کیا۔ اور شام ہوتے ہی حاضر ہو گیا۔"

ضیا "وہ تو مین پہلے ہی سُن چکی تھی کہ شاہزادون کی محبت کا اعتبار نہین۔ اب تو تمھین ولی عہدی کا نشہ تھا۔ کسی کا خیال آنے کی کیا وجہ؟ وہ محبت والفت وہ راز و نیاز کی باتین۔ اور وہ رات دن کی صحبتین سب بچپن کے کھیل تھے جو بچپن ہی کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ اصل مین یہ میری ہی بیوقوفی تھی جو دل کو یون ہاتھ سے دیدیا۔ اور یہ نہ سوچی کہ یہ سب باتین اِس تعلیم و تربیت اور کمسنی کے ساتھ ہین۔ تم کو جب ہوش آئے گا۔ اپنی حالت وحیثیت پر غور کرو گے۔ اور سمجھو گے کہ مین تاج و تخت کا وارث ہونے والا ہون۔ پھر کوئی شاہی خاندان کی لڑکی کوئی شہزادی اپنے لیے ڈھونڈھو گے۔ اور پروا بھی نہ ہوگی کہ کبھی کسی سے کیسی محبت تھی؟"

الفانسو "(سخت حیرت و استعجاب سے) "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ مین جو تم پر جان دینے کو تیار ہون۔ اُس کی محبت اور دوستی کو تم ایسا خیال کرتی ہو؟ مجھے تخت و تاج

کسی چیز کی ضرورت نہین۔ مجھے تو بس اکیلی تم چاہیے ہو۔ ایسے ایسے سو تخت و تاج تم پر قربان کر دون گا اور تمھین اپنے ہاتھ سے نہ جانے دون گا"

ضیا۔" یہ فقط زبانی جمع خرچ ہی۔ آج اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ شاید بادشاہ یا ولی عہد مقرر کرین گے پھر اس کے بعد بادشاہ کی بیماری کی خبر سُنی۔ بس اتنے ہی مین مزاج بدل گیا۔ اور صرف اتنا سُن لینے کا یہ اثر ہوا کہ دن بھر اِدھر کا رخ نہ کیا۔ جب تخت پر بیٹھ گئے تو میری یاد کیون آنے لگی تھی؟"

الفانسو۔" پیاری ضیا ایسا نہ کہو۔ اِس زخمی دل مین اور نئے زخم نہ ڈالو۔ مین سچ کہتا ہون کہ بغیر تمھارے میری زندگی نہین ہو سکتی۔ ہماری یہ محبت و الفت ایسی نہین ہی کہ مرتے دم تک کبھی کم ہو جائے۔ اول تو مجھے سلطنت ملنے کی امید ہی نہین ظالم پھوپی بادشاہ کی آنکھ بند ہونے سے پہلے ہی میری زندگی کا فیصلہ کر دی گی۔ اور اگر بچ بھی گیا تو بڑے بھائی کے ہوتے مجھے کون پوچھے گا؟ اس پر بھی اگر سلطنت مل گئی تو یقین جانو کہ میرے برابر تخت پر بیٹھنے والی عالیمرتبہ ملکہ تم ہی ہو گی۔ اور تمھارے سوا کوئی نہین ہو سکتا"

ضیا۔" بس زیادہ دل نہ دُکھاؤ۔ تمھارا آج کا رنگ دیکھ کے دل ٹوٹ گیا۔ اگرچہ مین تمھین دل دے کے اب اس قابل نہین رہی ہون کہ کسی اور کو اس دل مین جگہ دون مگر اُسی محبت کے جوش سے جو مجھے تمھارے ساتھ ہی مین تمھاری بُرائی نہین چاہتی رات دن مین دعا کرتی ہون اور کرون گی کہ میرا چاہے جو حال ہو تم خوش رہو۔ تمھاری آرزوئین پوری ہون۔ اور کوئی خوبصورت شاہزادی تمھاری ملکہ ہو ——"

الفانسو۔" (روک کے اور بات کاٹ کے) "خدا کے لیے یہ نہ کہو۔ میرے لیے یہ دعا نہین گالی ہی۔ اِس کی مین تاب نہین لا سکتا۔ شاہزادی ہو یا شہنشاہ زادی جس دل مین تمھاری صورت بسی ہوئی ہی اُس مین تمھارے سوا کسی کو جگہ نہین مل سکتی"

ضیا۔" مین نے تو جب سُنا شاہزادون کا یہی چال ہُنا جو خوبصورت لڑکی مل جائے اُسکے پھانسنے کے لیے پھسلانے اور محبت جتانے لگے ہین مگر دل مین خاک ہی اڑتی رہتی ہے"

الفانسو۔" ضیا! پیاری ضیا! میری آرزوؤن میری تمناؤن۔ اور میری سچی محبت کو یون خاک مین نہ ملاؤ۔ اتنی ملاقات۔ اور ہم تم ساتھ اُٹھنے بیٹھے۔ اور بے تکلفی ہو جانے

کے

سے تم کو میرا یہی اندازہ ہوا ہے؟"
ضیا:" خیر مین مانے لیتی ہون کہ تم کو دل سے محبت ہے۔ اور مجھے چاہتے ہو۔ مگر مجھے اپنی قسمت سے ایسی امید ہی نہین کہ صقلیہ کی ملکہ ہون۔ مجھے تو کچھ ایسے نحوست کے آثار دکھائی دیتے ہین اور ایسی ایسی بدشگونیان ہوتی ہین کہ تم سے نباہ ہونے کی بالکل امید نہین باقی رہی۔ بس بس جاؤ۔ اپنے لیے اپنے ہی رتبے اور درجے کی کوئی شہزادی ڈھونڈھ لو۔ اور مجھے میری حالت مین چھوڑ دو۔ مین اِس رتبہ اور عزت کے قابل نہین ہون"
الفانسو:" آہ! ضیا۔ اپنے عاشق دلدادہ پر ایسا ظلم؟"
ضیا:" خود تمھاری مصلحت بھی اسی مین ہے کہ کسی زبردست بادشاہ کی بیٹی کو اپنی دولھن بناؤ۔ میری وجہ سے تمھاری عزت اور تمھارے مرتبہ مین فرق آجائے گا"
الفانسو:" اگر عزت۔ آبرو۔ رتبہ۔ دولت۔ سلطنت اور دنیا کی اور تمام اچھی چیزین ضیا سے علحدہ رہنے مین مل سکتی ہین تو مجھے اُن مین سے کسی چیز کی ضرورت نہین۔ تمھین اپنے آغوش شوق مین لون گا اور سب سے دست بردار ہو جاؤن گا"
ضیا:" مین نے مانا کہ اِس وقت تمھارے دل مین یہی ہے۔ اور میری محبت کا سچے دل سے دم بھر رہے ہو۔ لیکن جب تخت پر بیٹھو گے۔ تاج شاہی سر پر رکھو گے۔ وزرا و اُمرا آپ کے سامنے زمین بوس ہون گے۔ ساری دنیا اپنے زیر فرمان اور زمانہ اپنا درم ناخریدہ غلام نظر آئے گا۔ اور تجربہ کار وزرا و مشیران دولت آپ کے مشورہ دین گے کہ حضور۔ فلان شاہزادی کے لیے پیام دین۔ اور فلان سلطنت سے رشتہ پیدا کرین۔ تو خواہ مخواہ وہی کرو گے جو سب کی رائے ہو گی۔ اس لیے الفانسو اُس وقت کے چھوڑنے سے لاکھ درجہ اچھا ہے کہ آج ہی چھوڑ دو۔ اور سمجھ لو کہ وزیر کی بیٹی جو میرے بچپن کا کھلونا تھی نہ میری ہم رتبہ ہے اور نہ میری ملکہ بننے کے قابل ہے"
الفانسو:" ضیا یہ تمھین بیٹھے بیٹھے کیا ہو گیا؟ کیون میری جان کی دشمن ہوئی ہو؟ میرا دل اِس قابل ہی نہین رہا کہ تمھارے خلاف کسی وزیر و مشیر کی زبان سے کوئی لفظ سنون۔ کیا کرون اور کیونکر کہون کہ تمھین میرا اعتبار آئے؟ اچھا مین

خداکی خداوند مسیح کی - کنواری مان کی اور سارے ولیون کی قسم کھاکے کہتا ہون
کہ اگر تخت پر بیٹھا تو جو پہلا کام کرون گا یہ ہوگا کہ تمھین عزت کے ساتھ دربار مین
بٹھاؤنگا - باقاعدہ طریقہ کے ساتھ تم کو اپنی ملکہ بناؤن گا - اور سر دربار سارے
اُمرا کے سر تمھارے آگے جھکوا دون گا - اب بھی یقین نہین آتا تو مین یہ اقرار کرنے
کو موجود ہون کہ سارا زمانہ ایک طرف ہو مگر مین تاج و تخت کو نہ قبول کرون گا
اور تمھارا گھر چھوڑ کے کہین نہ جاؤن گا ۔

یہ کہہ کے الفانسو نے بڑھ کے ضیا کے آنسو پونچھے - اُسے گلے سے لگایا - اور
کہا " آج میرے غیر حاضر رہنے ہی سے اگر تمھارے دل مین یہ باتین پیدا ہوئین تو
وعدہ کرتا ہون کہ تمھارے ہی پاس بیٹھا رہون گا - اور کہین نہ جاؤن گا - اس مین
چاہے وزیر فرنان ناراض ہون یا دنیا بدنام کرے مگر میرا قدم یہان سے نہ
ہٹے گا ۔"

ضیا " مین یہ نہین کہتی کہ تم کہین جاؤ ہی نہین - مگر خاص آج کے دن ولیعہدی
کا مژدہ سنتے ہی تمھارے بے پروا ہو جانے سے میرے دل مین یہ خیال گزرا -
اور اب تم نے قسم کھائی ہے تو مجھے تھوڑا بہت اطمینان ہو گیا - خدا کرے تم اپنے
اس قول کو نباہو - اور ہمیشہ یاد رکھو - مین اپنے دل سے مجبور ہون - اور تم جانتے
ہو کہ عورت کی جیسی حالت نازک ہوتی ہے ویسا ہی اُس کا دل بھی نازک ہوتا ہے -
تم نے بیشک مجھے دل دیا - مگر مردانہ ضبط و تحمل سے کام لے کے تم اِس دل کو
مجھ سے چھین بھی لے سکتے ہو اور تمھارے اختیار مین ہے کہ یہ دل مجھ سے لے کے
کسی اور کو دیدو - مگر عورت یہ نہین کر سکتی - وہ جس کی ہوئی اُس کی ہوئی -
میرے بس کی یہ بات نہین ہے کہ اب دل دینے کے بعد تم سے اُسے واپس لے لون -
اِس کے اندر تمھاری صورت اُتر گئی ہے - جو کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتی ۔"

الفانسو " اگر عورت اور مرد کے دل کا یہی امتیاز ہے تو مین سچ کہتا ہون کہ عشق
کے معاملہ مین میرا نرم دل مرد کا نہین عورت کا ہے - یہ ہرگز میرے امکان مین
نہین کہ تمھاری پیاری تصویر کو اُس پر سے مٹا سکون - یہ دل تمھارا ہو چکا اور
یقین جانو کہ اب کسی کو نہین دیا جا سکتا ۔"

ان باتون سے ضیا کے دل کو تسکین ہوئی۔ پھر وہی ہنسی خوشی کی باتین اور لطف و محبت کی داستانین چھڑ گئین۔ اور آدھی رات تک اُس کے پاس ٹھہر کے اور اُسے وہی پہلی سی شگفتہ مزاج معشوقہ بنا کے الفانسو اپنے کمرے مین آیا۔ اور سو رہا۔

آٹھوان باب

دربار تخت نشینی

دوسری صبح کو آفتاب جاہ و جلال اور شان و شوکت سے نکلا ہے۔ اُس کی روشنی نے سمندر اور زمین دونون پر زری کا فرش بچھا دیا ہے۔ مطلع خوب صاف ہے۔ مگر پلرمو اور اُسکے قرب جوار مین سناٹا ہے۔ ہر طرف لوگ بادشاہ کی خیریت دریافت کرتے پھرتے ہین۔ مگر کسی سے اطمینان بخش جواب نہین ملتا۔ الفانسو کو اِسوقت کی فضا کچھ ایسی اچھی نظر آئی کہ اپنے کمرے سے نکل کے سمندر کے کنارے ٹہلنے لگا۔ عالم یہ عجب بہار نظر آئی۔ آسمان کے عکس نے بحر روم کے نیلے پانی کو اور نیلا بنا دیا تھا۔ اور اُس پر آفتاب نے زر افشانی کی تھی۔ ہلکی موجون نے ساری سطح آب پر طلائی شجر بنا دیا تھا۔ جو شمالی اُفق تک پھیلا اور متحرک ہونے کی وجہ سے جگمگاتا نظر آتا تھا۔

ناگہان اُس نے دیکھا کہ قصر کے دوسرے سرے یعنی ضیا کے کمرے سے وزیر فرنان درباری لباس پہنے نکلا۔ اور اُس کی طرف آرہا ہے۔ کئی اور اُمرا اور سرداران فوج اُس کے ساتھ ہین۔ اور خود شاہزادی ضیا اور اُس کی دایہ مارِیہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے ہین۔ یہ دیکھتے ہی دل مین سہم گیا کہ معلوم ہوتا ہے وزیر کو میرے اور ضیا کے تعلقات محبت اور روزانہ آمد و رفت کی خبر ہو گئی۔ گھبرا کے سوچنے لگا کہ اگر اُس نے پوچھا تو کیا جواب دون گا؟ اتنے مین وزیر نے قریب آکے حسب معمول شاہی آداب سے سلام کیا۔ دعا دی اور ہاتھ جوڑ کے کہا "حضور اندر تشریف لے چلین۔ مجھے ایک نہایت ہی ضروری امر عرض کرنا ہے"

الفانسو۔ (ناگواری کی وضع سے) "مین آپ کے حکم کے مطابق اندر چلتا ہون۔ مگر اتنا عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ آپ کو مین اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہون۔ اور بیٹون

کی طرح آپ کے گھر مین رہا ہون - ایسے آداب اور تعظیمی الفاظ آپ کی زبان سے
سُن کے میرے دل کو صدمہ ہوتا ہے - اور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے"
فرنان "خیر اس بارے مین مین معافی مانگ لون گا - مگر حضور اندر تشریف لے چلین"
الفانسو نے اُس کے حکم کی نہایت خاموشی اور گھبراہٹ کے ساتھ تعمیل کی
اور اپنے اُس بڑے کمرے مین گیا جو ملاقاتیون سے ملنے جلنے کا تھا - فرنان نے دیگر
اُمرا کو باہر ہی روک دیا - اور خود مع اپنی بیٹی ضیا اور ماریہ کے اندر داخل
ہوا - الفانسو اب تک کھڑا ہوا تھا کہ وزیر آ کے بیٹھ رہے تو بیٹھون - مگر وزیر فرنان نے
آتے ہی کہا "آپ بیٹھ جائین"؟
الفانسو "پہلے آپ بیٹھئے تو مین بیٹھون گا"
فرنان "(دست بستہ) "نہین آپ ہی بیٹھین" الفانسو اس حد سے گذرے ہوے
غیر معمولی اخلاق کو بناوٹ اور کسی سخت باز پرس کا مقدمہ سمجھا مگر مجال انکار نہ پا کے
بیٹھ گیا -

اب فرنان نے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کے اور زمین چوم کے کہا "مین
ایک افسوس اور رنج و غم کی خبر سُنانے کو حاضر ہوا ہون مگر اُس کے ساتھ ہی حضور کے
لیے ایک بہت ہی اچھا مژدہ بھی ہے - آپ کے چچا شاہ مہرجان نے رات کو سفر آخرت
کیا - اور حضور کے لیے ولی عہدی کی وصیت کر گئے ہین - لہذا اب اس گھڑی سے
حضور ہی بادشاہ جہان پناہ جزیرۂ صقلیہ کے تاجدار - اور ہمارے جان و مال کے
مالک ہین" یہ کہہ کے اُس نے جوش و خروش سے نعرہ بلند کیا کہ "بادشاہ الفانسو سلامت"
اور "ہمارے نوجوان تاجدار کا اقبال بلند!" ساتھ ہی اُن تمام اُمرا نے جو باہر کھڑے
تھے زور و شور سے یہی نعرہ لگایا - اور مبارکباد کا غلغلہ خشکی مین بڑھ کے پہاڑون سے
ٹکرایا تو سمندر کی لہرون پر سوار ہو کے افق فلک تک دوڑ گیا -
الفانسو اپنی حالت و حیثیت کے اس فوری انقلاب کو دیکھ کے گھبرا سا گیا - اور جوش
مسرت سے گنگ تھا کہ وزیر فرنان نے پھر زمین بوس ہو کے ادب سے عرض کیا "جہان
پناہ! شب بھر مین نے اس خبر کو مخفی رکھا مگر صبح ہوتے ہی لوگون کو خبر ہو گئی - چنانچہ قصر
مین تمام اُمراے سلطنت اور سرداران فوج جمع ہین اور منتظر ہین کہ حضور سریر شہریاری

پر رونق افروز ہون تو آداب بجالا کے حسب درجہ نذرین پیش کرین- بس اب حضور شاہی گھوڑے پر سوار ہو کے وہان تشریف لے چلین- اور اپنی رعایا کو اپنا جمال جہان آرا دکھائین- گھوڑا مع جلوس کے اُس طرف تیار ہے"

الفانسو" مین آپ کی زبان سے یہ مژدہ سُن کے خوش ہوا- مگر اب وارث تاج و تخت ہونے کے بعد بھی آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مین آپ کو اپنے والد کی جگہ سمجھون گا- اور ہمیشہ باپ ہی کے لفظ سے آپ کی طرف خطاب کیا کرون گا- اس کے علاوہ مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ کے نیک مشورون اور آپ کی سچی خیر خواہیون اور خوش تدبیریون کا جس قدر مجھے تجربہ ہے کسی کو نہ ہو گا- لہذا میرے زمانے مین بھی وزیر اعظم اور مدار المہام سلطنت آپ ہی رہین گے"

فرمان" (زمین بوس ہو کے اور دست بستہ) "یہ حضور کی قدردانی و ذرہ نوازی ہے"

الفانسو" آپ یون میری التجا نہین سنتے تو مین آپ کو حکم دیتا ہون کہ آیندہ میری طرف حضور اور سرکار اور جہان پناہ اور اس قسم کے دیگر الفاظ سے آپ نہ خطاب کیا کرین"

فرمان" جو حکم ہو گا بجا لاؤن گا"

الفانسو" اب ایک اور ضروری بات سُن لیجیے- آپ نے مجھے پال کے بڑا کیا اور اس درجہ کو پہنچا دیا- آج وہ دن ہے کہ آپ اپنے حقوق تربیت ادا کر چکے اور مین آپ کی سرا پا شفقت حکومت سے نکل کے فرمان روائے صقلیہ بنتا ہون- اگرچہ اب بظاہر مین حاکم ہون گا اور آپ محکوم ہون گے لیکن یقین جانیے کہ آپ کو جو حقیقی حکومت مجھ پر آج تک رہی ہے زندگی بھر برقرار رہی گی- اور مین کبھی آپ کی حکومت سے باہر نہ ہون گا"

اب اُس نے ضیا کی طرف رُخ کر کے کہا "ضیا تم اس گزشتہ زندگی مین میری انیس و جلیس رہی ہو- اور محبت و الفت نے ہم دونون کے دلون کو ایک ہی لڑی مین گوندھ دیا ہے- ہماری زبانون نے ہماری نگاہون نے اور ہمارے دلون نے ایک دوسرے سے صدہا عہد و پیمان کیے ہین- اور بہ خدا جانے کیسی کیسی امیدون سے ہمارے

محبت مین ڈوبے ہوے دل لبریز ہین- تمھارے والد کو ہمارے دلون کے لگاؤ اور ہمارے اُنس محبت کی خبر نہین ہے- مگر اب مخفی رکھنے کا زمانہ گزر گیا اور وقت آ گیا کہ محبت کے مقررہ و مروجہ رسوم کے ساتھ ہم ایک دوسرے سے وابستہ ہو جائین"

یہ کلمات سنتے ہی وزیر حیرت زدہ ہو گیا- چہرہ کہہ رہا تھا کہ اُسے ایک ایسا راز معلوم ہوا جس کے لیے وہ تیار نہ تھا- اور جو بادی النظر مین اُسے ناگوار گزر رہا تھا- مگر ضیا کا گورا چہرہ خوشی کے جوش سے چمک اُٹھا- اور اُس چمک مین ندامت اور شرم نے اپنی سرخی ملا دی- تاہم اُس نے زبان کو بجبر اپنے قابو مین لا کے الفانسو کا شکریہ ادا کیا- اور نظر نیچی کر لی-

اب الفانسو نے میز پر سے جو قریب ہی تھی ایک کاغذ کا ٹکڑا اُٹھا لیا- پھر اپنی مہر کی انگوٹھی اُنگلی سے اُتار کے اُس پر رکھی اور ہاتھ سے ضیا کی طرف بڑھا کے کہا "لو یہ کاغذ اور مہر موجود ہے- میری طرف سے جو اقرار وعدہ یا عہد و پیمان چاہو لکھ کے اُس پر میری مہر کر لو- تمھین مین پورا اختیار دیتا ہون- اور وعدہ کرتا ہون کہ تم میری طرف سے جو شرطین لکھ دو گی اُن کو زندگی بھر نبا ہون گا"

ضیا کو اس پر اور ندامت ہوئی- شرمگین آنکھین نیچے جھکا لین- خوبصورت نادم چہرہ زمین کی طرف جھک گیا- اور بغیر اس کے کہ چار آنکھین کرے بولی- "مین آپ کی عنایت و محبت کی شکر گزار ہون- آپ کی اس نظر کرم اور مرحمت و توجہ کو دل و جان سے اور بڑی خوشی سے قبول کرتی ہون- مگر میرا معاملہ ابا جان کے ہاتھ مین ہے- وہی میرے مالک و مختار ہین- اس لیے یہ کاغذ اور مہر اُنھین کے ہاتھ مین دیجیے تاکہ جو مناسب سمجھین لکھ دین" یہ کہہ کے اُس نے کاغذ اور مہر کو الفانسو کے ہاتھ سے لے کے باپ کی طرف بڑھا دیا- وزیر فرمان نے دونون چیزون کو لے کے جیب مین رکھ لیا- اور کہا "اب حضور کو دربار مین تشریف لے چلنے کے لیے جلدی کرنی چاہیے"

الفانسو "ہان اس تحریر کے بارے مین آپ کو آزادی ہے- اور کوئی جلدی نہین جب مناسب سمجھیے گا اطمینان سے بیٹھ کے لکھ دیجیے گا"

یہ کہہ کے درباری نیا لباس شاہی پہننے کے لیے لباس کے کمرے مین گیا- اور

وزیر فرنان سے کہا "آپ چل کے دربار کا انتظام کرین۔ مین ابھی حاضر ہوتا ہون" فرنان ضیا کو اپنے ساتھ گاڑی پر بٹھا کے فوراً قصر شاہی کو روانہ ہوا۔ اور جو لوگ باہر ٹھہرے ہوئے تھے اُنھین وہین روک دیا کہ بادشاہ کے ہمراہ رکاب آئیں۔

تھوڑی دیر مین الفانسو نے باہر نکل کے شاہی جلوس اور معززین شہر کے ایک مختصر گروہ کے ساتھ پلرمو کی راہ لی۔ اہل شہر اُس کی تخت نشینی سُن کے بہت ہی خوش تھے۔ جدھر سے وہ گزرتا لوگ دیکھتے ہی مسرت کے نعرے لگاتے اور "بادشاہ سلامت" کا غلغلہ بلند کرتے۔ اور وہ ہاتھ اور سر کے اشارون سے اُن کا شکریہ ادا کرتا جاتا تھا۔ تخت گاہ کے محل کے دروازے پر خلقت کا بہت ہجوم تھا۔ جنھون نے اُس کا سامنا ہوتے ہی مبارکباد اور دعاے دولت کا شور مچایا۔ فوراً وزیر فرنان تمام اراکین سلطنت۔ وزرا و امرا۔ رؤسا و سرداران فوج استقبال کے لیے باہر آئے۔ اور سب مبارکباد کے نعرے بلند کرتے ہوئے اُسے اندر لے گئے۔

اندر جا کے الفانسو نے دیکھا کہ تخت شاہی کے پاس ہی شہ نشین کے چبوترے پر ایک طلائی کرسی کے اُوپر سلطانہ بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اُس کے پیچھے دوسری کرسی پر اُسکی پھوپھی بوران ہے۔ سلطانہ کا چہرہ ماموں کے غم مین غم آلود اور حسرت ناک تھا اور سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے تھی۔ مگر الفانسو کی صورت دیکھتے ہی اُس نے اپنا چہرہ بشاش بنا لیا۔ بڑھ کے اُس سے ہاتھ ملایا۔ اور رسیلی آنکھون اور دلربا ادأون سے لگاوٹ کرنے لگی۔ گویا الفانسو اُس کا اصلی محبوب ہے۔ اور اُس سے زیادہ محبت اُسے کسی کے ساتھ نہین ہے۔ اُسکی اِن لگاوٹون کو وہ دل مین سمجھا۔ مگر اپنی طرف سے خفیف سی رکاوٹ بھی ظاہر ہونے کو بد تہذیبی خیال کر کے بظاہر اُس سے گھل کے ملا۔ اور جیسا میلان طبع سلطانہ نے اُسکی طرف ظاہر کیا تھا اُس سے زیادہ الفانسو نے اُس کی طرف دکھا دیا۔ یہ دیکھ کے بوران مطمئن اور بہت ہی خوش ہوئی۔ اور سلطانہ نے اُس کی بغل مین ہاتھ دے کے اُسے تخت شاہی تک پہونچایا۔ جس پر وزیر فرنان نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا دیا۔ ماہ سیما نازنین ضیا اپنے باپ کے برابر ایک کرسی پر خاموش

بیٹھی تھی اور سلطانہ کی حرکتون کو بھولے پن کی نگاہون سے دیکھ رہی تھی۔ اب حاضرین دربار جو سنئے بادشاہ کی تعظیم کے لیے کھڑے تھے اپنی اپنی کرسیون پر خاموش بیٹھ گئے۔ اور ہمارے دربار مین سناٹا ہوگیا۔

وزیر فرزان سب کو موجود و منتظر اور دربار کو مکمل دیکھ کے اپنی کرسی سے اُٹھا اور تمام حاضرین کی طرف خطاب کر کے کہا "اے اُمرا و سرداران صقلیہ! آپ کو معلوم ہو چکا کہ شاہ مہرجان جو ہم سب کے بادشاہ اور ہمارے مہربان فرمان روا تھے غریق رحمت ہوئے۔ جس کا ہم سب کو صدمہ ہے۔ اُنھون نے وفات سے چند گھنٹہ پیشتر میرے اور کئی اور مخصوصین بارگاہ کے سامنے اپنی جانشینی کی بابت یہ وصیت نامہ لکھوایا تھا جو میرے ہاتھ مین ہے۔ اس مین انھون نے لکھا ہے کہ اپنے بعد مین اپنے بھتیجے الفانسو کو ولی عہد مقرر کرتا ہون۔ میرے بعد وہی تخت پر بیٹھے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ میری بھانجی سلطانہ کے ساتھ شادی کر کے اُسے اپنی دولھن اور صقلیہ کی ملکہ بنائے۔ لیکن اگر وہ اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کرے تو بجائے اُس کے اُس کا بڑا بھائی ڈان رادرق تخت نشین ہو اور اُس کے لیے بھی یہی شرط ہے کہ سلطانہ کو اپنی بی بی بنائے۔

یہ کہہ کے فرزان نے وہ وصیت نامہ جیب سے نکال کے سب کے سامنے پیش کر دیا اور کہا "ملاحظہ ہو۔ اور اس پر شاہ مرحوم کی مہر بھی ملاحظہ فرمایئے۔" یہ سنتے ہی الفانسو کا جسم غصہ اور طیش سے کانپنے لگا۔ سلطانہ سے شادی کرنے کے الفاظ اُس کے دل پر ایک کاری تلوار کی طرح پڑے جن سے دل و دماغ پریشان ہوگئے۔ اور ابرو پر بل آگیا۔ کچھ کہنے ہی کو تھا مگر وزیر فرزان نے اِس کا خیال بھی نہ کیا۔ اور سب حاضرین کی طرف دیکھ کے کہا "حضرات! ہمارے اعلیٰ حضرت شاہزادہ الفانسو نے جیسے ہی یہ شرط سُنی اسے بڑی خوشی سے منظور کیا۔ اور قابل اطمینان طریقہ سے وعدہ فرمالیا کہ شاہزادی سلطانہ کو اپنی دولھن بنائین گے۔"

حاضرین نے تو اُسوقت جوش و خروش سے "بادشاہ سلامت!" کے نعرے بلند کرنا شروع کیے۔ مگر الفانسو کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ ضبط و تحمل کی تاب نہ تھی اُسوقت دل مین وہ وزیر فرزان کا جانی دشمن تھا۔ اُس کی صورت سے نفرت تھی۔ اور مارے غصے کے مُنہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ آخر دل کو قابو مین کر کے

وزیر فرنان سے کہا "اچھا اب وہ کاغذ بھی تو سنا دیجئے جو مین نے آپ کی صاحبزادی ضیاء کے ہاتھ مین دیا تھا؟"

فرنان - (کمال برجستگی سے) "وہ بھی حاضر ہے" یہ کہتے ہی اُس کاغذ کو جیب سے نکالا اور حاضرین کو متوجہ کر کے کہا "اِس وصیت نامہ کو ملاحظہ فرما کے ہمارے شاہ الفانسو نے یہ تحریر لکھ کے مجھے دی ہے - اس مین حضور تحریر فرماتے ہین کہ مین اپنے مرحوم چچا کی وصیت کے مطابق نہایت ہی خوشی اور مسرت سے شاہزادی سلطانہ کے ساتھ شادی کرنے کو موجود ہون - اور وعدہ کرتا ہون کہ وہی میری محبوبہ اور سب کی ملکۂ محترمہ ہون گی" حاضرین دربار کی طرف خطاب کر کے اور اُس کاغذ کا رخ اُن کی طرف کر کے "ملاحظہ ہو ہمارے بادشاہ جہان پناہ کی یہ مہر موجود ہے"

اب تو الفانسو کے دل مین غصہ کی آگ اِس شدت سے بھڑک رہی تھی کہ اندیشہ تھا اُس کی کوئی چنگی باہر نہ نکل پڑے - جو سارے دربار کو جلا کے خاک کر دے - بظاہر وہ فتنہ اور ہنگامے کے خوف سے اور وزیر فرنان کے دباؤ سے جو بچپن سے اُس پر پڑا ہوا تھا خاموش بیٹھا رہا - اور دم نہ مارا - مگر دل کی حالت نہایت ہی نازک تھی جو اختیار سے باہر ہوا جاتا تھا - لوگ خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے اور وہ دل مین کہہ رہا تھا کہ "وزیر فرنان نے مجھ سے دغا کی - اور ایسی بات میری طرف سے مشہور کر دی جو میری امکان مین نہین ہے - مین نہ سلطانہ سے شادی کر سکتا ہون اور نہ اپنی جان سے زیادہ پیاری محبوبہ ضیا کو چھوڑ سکتا ہون" ایک دفعہ پھر جوش مخالفت نے زور کیا اور قریب تھا کہ سب سے پکار کے کہہ دے کہ "مین سلطانہ کے ساتھ ہرگز شادی نہین کر سکتا - اور وزیر فرنان نے میری طرف سے جو کچھ کہا جھوٹ غلط اور بالکل بے بنیاد ہے" مگر ساتھ ہی دل مین آئی کہ "زبان سے اِس گھڑی اِن الفاظ کے نکالنے کے معنے تاج وتخت سے دست بردار ہونے کے ہین" آخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی کہ سلطانہ یا کسی کے ساتھ میری شادی بغیر پوپ کی منظوری کے نہین ہو سکتی - جسکے حصول کے لیے کم از کم چھ سات مہینہ کا زمانہ چاہیے - اس مدت مین مین تمام ارکان دولت اور سرداران فوج کو اپنے موافق بنا لون گا - اور اُسوقت سلطانہ کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرون گا تو میرا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا - مین آج کہتا ہے - غرض عہد ون ذرہ دل

کی خدمتون اور فوج کی افسریون پر اپنے دوستون اور اپنے بھروسہ کے لوگون کو مقرر کرنا شروع کردون گا۔ اور چھ مہینہ کے اندر ایسا کردون گا کہ میرا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ ضیا کو سمجھا دون گا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے صرف زمانہ سازی کے لیے ہے۔ تاکہ سلطنت دبی رہے۔ اور مین اُسکو غافل کرکے ساری رعایا اور تمام معزز لوگون کو اپنے موافق بنا لون۔ چند روز مین قوت پیدا کرکے مین تم سے شادی کردون گا۔ اُس وقت میرا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا“

تاہم اُسکے دل مین اِسوقت عجیب بیقراری تھی۔ رہ رہ کے سینے مین کچھ ایسے مضطربانہ خیالات جوش مارتے تھے کہ ڈرتا تھا کہین میری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے جو اِس موقع و محل مین نامناسب و غیر موزون ہو۔ چنانچہ اہل دربار کی نذرین لیتے ہی اُس نے برخاست کا حکم دیا۔ سب لوگ آداب بجا لا کے رخصت ہو گئے۔ اور سلطانہ اور اُس کی مان بوران بھی اُٹھ کے چلی گئین“

نوان باب

پولیٹیکل شادی

اب دربار کا ہال تمام لوگون سے خالی ہے۔ ایک وزیر فرزان باقی ہے اور چوبدار و منتظمین دربار۔ الفانسو نے اُن سب کو بھی باہر جانے کا حکم دیا۔ اور اُن کے جاتے ہی چالاک وزیر فرزان کو اپنے پاس بلایا۔ اور سخت برہمی اور طیش سے کہا ”آپ نے خدا کی قسم مجھے دغا دی۔ کیا اپنی اِن مفسدانہ تدبیرون سے آپ سمجھتے ہین کہ مین سلطانہ سے شادی کر لون گا؟ ہرگز نہین۔ یہ قیامت تک نہ ہوگا۔ وہ لڑکی جسکی مان نے میرے باپ کو بیگناہ قتل کرایا۔ جو انتہا درجہ کی بدکار و زانیہ ہے اُسکے ساتھ مین شادی کرون غیر ممکن ہے۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی میری آنکھون مین خون اُتر آتا ہے“

وزیر دست بستہ سامنے کھڑے ہو کے اِن کلمات جوش اور الفاظ غیظ و غضب کو تحمل و خاموشی کے سنتا رہا اور جب دیکھا کہ بادشاہ کی زبان اپنے دل کا بخار اچھی طرح نکال چکی ہے تو بولا ”حضور ابھی بچے ہین۔ اور اپنے نیک و بد سے ناواقف سلطانہ کے ساتھ شادی سے انکار کرنے کے معنی دوسرے الفاظ مین تاج و تخت سے دستبردار

ہونے کے ہین" اتنا کہتے ہی بغیر اس کے کہ الفانسو کی زبان سے جواب سننے کا انتظار کرے دوسری طرف لپک کے کسی اور ضروری کام مین مصروف ہوگیا۔

الفانسو" یہ شخص کس قدر چالاک اور ہوشیار ہے! جانتا تھا کہ میرا جواب زیادہ سخت اور فیصلہ کن ہوگا۔ اِس لیے اُسکی نوبت ہی نہ آنے دی اور ٹال گیا" پھر دل مین کہا "اچھا اب مجھے بھی وہی اصول اختیار کرنا چاہیے جِسکے بغیر دنیا کسی کو چین نہین لینے دیتی۔ میرا خیال تھا کہ راست بازی اور ایمان داری سے ہر کام کو انجام دونگا۔ اور جہانتک بنے گا سازش اور مکاری سے بھاگونگا۔ مگر دنیا تو مکار ہے۔ اور مکاری ہی سے خوش رہتی ہی۔ وزیر فرمان مجھے مکار بناتا ہے تو مین بھی اِس کے لیے تیار ہون۔ اب مین سلطانہ سے بہت ہی کھل کے ذوق و شوق سے ملا کرونگا۔ اُسے اپنی محبت کا یقین دلا دونگا۔ اور اُسے بھیا رونہی بھیا رون مین رکھ کے ملک مین اپنا اثر بڑھا لینے کے بعد اِس طرح نکال باہر کرونگا کہ وہ بھی یاد کرے گی"

دربار کے بعد وہ قصر شاہی ہی مین رہا۔ اس لیے کہ امرا اور نوابون کے پے در پے آنے۔ وزرا و عہدہ داران سلطنت سے ملنے اور مہمات سلطنت کی مصروفیت مین کئی دن تک اپنے پُرانے مکان یعنی وزیر کے قصر مین جانے کی مہلت نہین ملی۔ شب و روز یہین رہا۔ اور جتنی دفعہ بوران و سلطانہ ملنے کو آئین بڑی گرمجوشی سے ملا۔ بوران کی حد سے زیادہ تعظیم کی۔ اور سلطانہ سے لگاوٹ کی باتین کین۔ اظہار عشق و محبت کیا۔ یہان تک کہ تخت نشینی کے تیسرے ہی دن سلطانہ نے چند ناز و غمزے دکھا کے مُنہ تھوتھا لیا۔ اور کہا "دو ہی دن مین تمھارے عشق نے مجھے بیتاب و بیقرار کر دیا ہے۔ آخر یہ فراق و جانگدازی کی پہاڑ سی گھڑیان کب کٹ سکین گی؟"

الفانسو" کوئی اندیشہ کی بات نہین۔ انتظار شوق و محبت کو بڑھاتا اور مضبوط کرتا ہی۔ خود میری یہ حالت ہے کہ جب تم سامنے نہین ہوتین میری یہ پُرحسرت آنکھین تمھاری پیاری جادو بھری صورت کو ڈھونڈھا کرتی ہین۔ جانتا ہون کہ تمھارے سوا اور کوئی نازنین صقلیہ کی ملکہ نہین ہو سکتی۔ مگر کچھ ایسی مجبوریان ہین کہ نہ میرا بس ہے اور نہ تمھارا۔ بغیر حضرت پاپائے مقدس کی منظوری کے ہماری تمھاری شادی ہو ہی نہین سکتی۔"

سلطانہ" اے ہے! اِس کا تو مہینوں انتظار کرنا پڑے گا۔ وہاں سے منظوری
چھ مہینے میں آئے تو جانو آج آئی۔ اور پھر اگر دشمنوں نے کسی قسم کی سازش کی یا
خود پوپ صاحب کی کوئی غرض یا پالسی ہوئی تو ایسے کام جان بوجھ کے برسوں اٹکا
دیے جاتے ہیں۔ تم نے کسی کو وہاں شادی کی درخواست دے کے بھیجا بھی ہے؟"
الفانسو" ابھی تک تو سلطنت کے ملتوی کاموں سے دم لینے ہی کی فرصت نہیں ملی"
سلطانہ" تو کسی کو جلدی بھیجو۔ میں کب تک تمہارے وصال کی حسرت میں تڑپا کروں گی؟"
الفانسو" تم سے زیادہ بیتاب و بیقرار میں ہوں۔ لیکن اسکا اطمینان رکھو کہ تمہارے
ہی ساتھ شادی کروں گا۔ اور تم سے زیادہ حسین و پری جمال مہ پارہ دنیا میں ہئی
کون ہے کہ تمھیں چھوڑ کے میں اُس کی طرف رخ کروں گا ——"

یہ کہتے کہتے دوسری طرف نظر گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ وزیر فرنان خاموش کھڑا
ہے۔ اور اُس کے برابر اُس کی حور وش بیٹی ضیا ہے جس کی رنگت اُڑی ہوئی ہے
چہرہ غصہ سے تمتمایا ہوا ہے۔ رسیلی آنکھیں خشمگین بنی ہوئی ہیں۔ اور جبین ناز پر سیکڑوں
بل ہیں۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی الفانسو کا کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ وفور ندامت نے
زبان روک لی۔ اور خفت مٹانے کے لیے ضیا سے کہا" ایں! تم کب آئیں؟
مجھے تمہارے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی!"

ضیا" دیر سے کھڑی حضور جہان پناہ کی باتیں سُن رہی ہوں"

یہ رنگ دیکھتے ہی وزیر فرنان نے ضیا سے کہا" بیٹی آؤ! حضور ملک معظم سے پھر
ملنا۔ یہ ہماری سخت غلطی اور بدتمیزی تھی کہ بادشاہ کی خلوت خاص میں یوں بیتکان
چلے آئے" یہ کہتے ہی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کے اُسے دربار سے ہٹا لے گیا۔ اور الفانسو حیران
و مبہوت تھا کہ کیا کروں۔ اور ضیا سے اب کیونکر عذرخواہی کروں گا! افسوس میری
اسوقت کی باتیں سُن کے اُس کے نازک دل کو بڑی چوٹ لگی ہوگی۔ خیر اب اِس کے
سوا کوئی علاج نہیں ہے کہ سلطانہ کو ایسی ہی دو ایک باتیں کر کے رخصت کروں۔
اور آج رات کو جا کے ضیا کو سمجھا آؤں گا کہ "یہ میں مکر و فریب کی باتیں کرتا اور
سلطانہ کو دھوکا دے رہا ہوں۔ تم اِس کا بُرا نہ ماننا"

الفانسو انھیں خیالوں اور فکروں میں تھا کہ سلطانہ نے چونکا کے اپنی طرف

متوجہ کیا اور کہنے لگی "یہ یاد رکھیے کہ جناب پاپاے اعظم کے پاس خالی درخواست بھیج دینے سے کام نہ چلے گا۔ وہان کے دو ایک کارڈنلون[ع] کو کچھ دے دلا کے ملانا چاہیئے۔ یہ کام کسی معمولی شخص سے نہ ہوگا۔ اگر کوئی ہوشیار وزیر یہان سے بہت سے ہدیے اور تحفے لے کے جاے تو اجازت ملے گی۔"

الفانسو۔ "ابھی تو مین یہان کے ایک ہوشیار اُسقف کو بھیجتا ہون۔ اگر اُس سے کام نہ نکلا تو کسی وزیر کو بھی بھیج دون گا۔"

سلطانہ۔ "مگر جلدی کرو۔ مجھ سے زیادہ صبر نہ ہو سکے گا۔" یہ کہہ کے سلطانہ نے الفانسو سے رخصتی بوسہ بازی کر کے ہاتھ ملایا۔ اور چلی گئی۔ مکان کے باہر نکلتے ہی ذرا ٹھہر گئی۔ اور آپ ہی آپ کہنے لگی "بس معلوم ہو گیا۔ نو عمر اور ناتجربہ کار شاہ الفانسو سلطنت ملنے کی غرض سے میرا عاشق بنا ہوا ہے۔ مگر وزیر فرنان کی بیٹی پر عاشق ہے۔ اُس سے چار آنکھین ہوتے ہی اُس کی رنگت کیسی بدل گئی تھی؟ کس قدر گھبرا گیا تھا؟ اور خود ضیا کی صورت سے کیسا غیظ و غضب اور کس قیامت کا طیش ظاہر ہوتا تھا؟ دونون ایک دوسرے کے شوق مین دیوانے ہین۔ اور آپس مین شادی کا اقرار کر چکے ہین۔ بغیر اِسکے یہ بات نہین ہو سکتی۔ مین کچی گولیان نہین کھیلی ہون۔ خوب سمجھ گئی۔ اب مجھے اِس کی تدبیر کرنا ہے۔ بظاہر وزیر فرنان کو نہین منظور ہے کہ ضیا کی شادی الفانسو سے ہو۔ انھون نے امان جان سے جو عہد کیا ہے اُسے نباہ رہے ہین۔ تو مجھے اپنی غرض مین اُن سے خوب مدد ملے گی۔ ان دونون کا عشق لاکھ بڑھا ہوا ہو مگر ابھی ناتجربہ کار بچے ہین۔ مجھ مین اور فرنان مین اتفاق ہو گیا تو ہم دونون سے نہین پیش پا سکتے۔ خیر دیکھا جاے گا۔ یہ تو مین پہلے ہی سے جانتی تھی کہ میری شادی کو عشق و محبت سے واسطہ نہین۔ یہ صقلیہ کا ایک بڑا اہم پولیٹکل مسئلہ ہے۔ جو حکمت عملی اور حسن تدبیر سے پورا ہوگا۔ اور خدا نے چاہا تو مجھے اور وزیر فرنان کو ضرور کامیابی ہوگی۔" یہ سوچتی ہوئی اپنے گھر گئی۔ اور دوسری کامون مین مصروف ہو گئی۔

[ع] پوپ کی دینی مجلس شوریٰ کے ارکان جو بڑے بڑے تارک الدنیا راہب یا اُسقف ہوتے ہین کارڈنل کہلاتے ہین۔

دسوان باب

"آہ! انسان اتنی جلدی کیسے بے وفا ہو جاتا ہے؟"

وزیر فرزان ضیا کو الفانسو کے سامنے سے ہٹا کے لے گیا تو گاڑی پہ بیٹھ کے گھر کی راہ لی۔ راستہ مین بیٹی کی صورت دیکھی تو اُسے نہایت ہی پریشان اور مضطرب الحال پایا۔ لاڈلی بیٹی کو اسقدر دل شکستہ اور ملول و حزین دیکھ کے ڈرا کہ ایسا نہ ہو اس ناقابل برداشت صدمے سے یہ بیمار پڑ جائے۔ یا ناکامی و نامرادی کے جوش مین کوئی ایسا کام کر گزرے جو خطرناک ہو۔ راستہ مین گاڑی پر کئی بار ادھر اُدھر کی باتین چھیڑنا چاہین مگر ضیا معمولی جواب دیدینے کے سوا مطلق متوجہ نہ ہوئی۔ اور نہ اُسکی پریشانی و شکستہ دلی کم ہوئی۔ آخر فرزان نے کہا "بیٹی تم اس قدر پریشان کیون ہو؟" ضیا نے دفور غم سے اِس کا کچھ جواب نہ دیا۔ تب وزیر نے کہا "مین جانتا ہون کہ تم شاہ الفانسو کی ظاہری باتون مین پھنس کے گرفتار محبت ہو گئی ہو"

ضیا۔ (ندامت سے آنکھین نیچی کر کے) "اُنھون نے مجھ سے بڑے بڑے وعدے کیے تھے۔ اور خدا جانے کیا کیا اقرار تھے، جو یہان سے جاتے وقت تک تو یاد تھے مگر اب معلوم ہوتا ہے بھول گئے" اتنا کہتے ہی اُس کی نرگسین آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

فرزان نے یہ دیکھتے ہی بیٹی کو گود مین کھینچ کے گلے سے لگا لیا۔ آنسو پونچھے۔ اور پیار کر کے کہا "بیٹی۔ یہ تمھاری ناتجربہ کاری اور بچپن کی سادہ لوحی تھی جو الفانسو کی باتون مین آ گئین۔ ایسے لوگ جنھین سلطنت ملنے والی ہو اُن کے قول وقسم کا بھی کوئی اعتبار کرتا ہے؟ مصلحت اور ضرورت سارے عہد و پیمان تڑوا دیا کرتی ہے"

ضیا "مین نے تو اُن سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شاہزادون کی بات کا اعتبار نہین ہوتا۔ مگر اُنھون نے قسمین کھا کے اور مضبوط عہد و پیمان کر کے میرے دل مین جگہ پیدا کر لی"

فرزان "اُسوقت الفانسو کے دل مین بے شک یہی ہو گا کہ زندگی بھر تم سے نباہین گے اور کبھی اپنے قول سے نہ پھرین گے۔ لیکن تاج پوشی و تخت نشینی کے وقت جب اُنھین یہ نظر آیا کہ سلطانہ سے شادی کرتا ہون تو سلطنت ملتی ہے ورنہ نہین۔ ایسی حالت مین کیونکر ممکن تھا کہ وہ تاج و تخت کو چھوڑ دیتے؟"

ضیا ۔ "اُن کا تو یہی قول تھا - کہ سلطنت چھوڑ دین گے - اور مجھے نہ چھوڑین گے "

فرنان ۔ "لڑکپن مین ایسے دعوے سب ہی کے ہوا کرتے ہین - مگر جب وقت آتا ہو تو وہ سب قول اور دعوے ہوا کی طرح اُڑ جاتے ہین - اسی دن کے لیے ہمیشہ میری یہ کوشش رہی کہ تم کو اور الفانسو کو آپس مین ملنے جلنے کا زیادہ موقع نہ دون - مگر میری تدبیرون کے خلاف معلوم ہوتا ہے تم مین اُن مین میل جول بڑھا - اور اُسی غلطی کا یہ خمیازہ ہے جو آج تم بھگت رہی ہو - لیکن خیر زیادہ حیران نہ ہو - مین نے اِس کی تدبیر پہلے سے کر لی ہے کہ تم کو زیادہ پریشان نہ ہونا پڑے - تخت نشینی کے لیے جاتے وقت جب الفانسو نے تم سے شادی کرنے کی حامی بھری - اور اقرار نامہ لکھنے کے لیے وہ کاغذ اور انگوٹھی دی مین اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ انجام ہونے والا ہے - اور اسی خیال سے مین نے اُسی دم اِس کا علاج بھی سوچ لیا "

ضیا ۔ "مگر اباجان - الفانسو کو تو مجھ سے ایسی محبت تھی کہ اُس کا اثر میرے دل پر پڑ گیا - اور بالکل اُن کی ہو گئی - ایسی محبت یون آناً فاناً مین مٹ جائے اِس کا تو مجھے یقین نہین آتا "

فرنان ۔ "تم سے اُنھین جیسی محبت ہو اُسکا حال تم نے دیکھ ہی لیا - تم کس قدر بھولی اور بے عقل ہو؟ بھلا یہ عقل مین آنے کی بات ہو کہ تمھارے لیے وہ سلطنت سے دست بردار ہو جائین گے ہا "

ضیا ۔ (ایک آہ حسرت ناک کے ساتھ) "تو خیر اُن کے دل مین یہ طاقت ہے کہ ایک سے محبت کرین اور دوسرے سے شادی کرین - میرے دل سے تو یہ نہ ہو سکے گا - مین اُنھین کے نام پر بیٹھی رہون گی "

فرنان ۔ "کیسی بے عقلی کی باتین کرتی ہو؟ آج ہی چلو مین تمھاری شادی ایسے شخص سے کر دون جو عزت دولت خوش مزاجی ناز برداری کسی بات مین کم نہین ہے "

ضیا ۔ "اُس مین سب باتیں ہون مگر محبت کہان سے لائے گا؟"

فرنان ۔ (ہنس کے) "محبت! محبت تو اُسے یقین ہو کہ تمھارے لیے بیقرار ہے "

ضیا۔" اُسے محبت ہو گر مجھے تو نہین ہے؟"

فرنان۔" ناز برداری و جان نثاری - اور لطف و اُنس دیکھ کے دو دن مین محبت ہو جاتی ہے - وزیر مرکیس تمھارے عشق مین بیتاب ہے - مجھے کئی بار تمھارے لیے پیام دیچکا ہے - اور مین نے منظور بھی کر لیا ہے - وہ کوئی معمولی شخص نہین - خاص شاہی خاندان سے ہے - دولت مند ہے - جوان ہے - خوبرو ہے - اور فوج و رعایا پر سب سے زیادہ اثر رکھتا ہے - جس خوبی سے وہ رکھے گا - اور جیسی اُس کے ساتھ تم زندگی بھر خوش رہو گی یہ بات بادشاہ کی ملکہ بننے مین قیامت تک ممکن نہین ہے"

ضیا۔" (برہمی کے لہجہ مین) "ابا جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہین ؟ الفانسو کے فراق کو جھیل لے جاؤن گی اُس کے سارے ظلم و جور سہ لون گی مگر اُس کے عوض کسی اور سے شادی کرون اِسکو ہرگز نہین برداشت کر سکتی - میرا دل ٹوٹ گیا ہے - میرا خون خشک ہو گیا ہے - میری روح بیقرار ہے - اور میرے دل مین سیکڑون زخم پڑے ہوئے ہین - ایسی بدبخت کے ساتھ کون نباہ سکتا ہے ؟ مجھے آپ سے زیادہ کہتے شرم آتی ہے - مگر بیحیا بن کے کہتی ہون کہ مین شاہ الفانسو پر عاشق ہون عنقریب موت میری زندگی کے ساتھ میری مصیبت کا خاتمہ کر دیگی - اور اُسوقت آپ کو اپنی نالائق بیٹی کے دل کی حالت کا یقین آئے گا"

فرنان۔" اِس وقت تم پریشان ہو اِس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے - مگر بیٹی میرا کہنا مان لو گی تو دو تین دن مین خود ہی دیکھ لو گی کہ تمھارا دل تمھین دھوکا دے رہا تھا - اور وہ ایسا گہرا اور زخمی نہ تھا جیسا کہ تم اُسے سمجھی ہوئی تھین - قطع نظر اِس کے ہر سعادت مند لڑکی کا فرض ہے کہ دل پر جبر کر کے باپ کا کہنا مانے - اور مجھے یقین ہے کہ تم سعادت مند ہو"

اب ضیا باپ کی ضد سے خائف تھی - اور اِس نئی آفت سے بچنے کی تدبیر مین سوچ رہی تھی کہ گھر آ گیا - فرنان نے اُسے اُس کے کمرے مین پہونچا کے کہا " اس معاملہ مین تم خوب غور کر لو - تھوڑی دیر کے بعد مین پھر آ کے تم سے ملون گا" یہ کہہ کے چلا اور ضیا اپنے کمرے مین داخل ہوتے ہی اپنی دایہ ماریہ سے لپٹ کے رونے لگی - ماریہ نے تسلی و دلدہی دے کے رونے کا سبب پوچھا - اور اُس نے ساری سرگزشت

کہہ سُنائی۔ جس پر وہ بھی بہت پریشان ہوئی۔ اور کہا "بیٹی۔ مین نے تو تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ شاہزادون کے قول وقسم کا اعتبار نہین۔ مگر تم اُن کے فقرے مین آگئین۔ اور اُنھین دل دیدیا"

ضیا "مگر وہ تو کہتے تھے کہ مین اپنے قول سے کبھی نہ پھرون گا۔ سلطنت چھوڑ دونگا اور تمھین نہ چھوڑ دون گا"

ماریہ "تم بھی کیسی بھولے پن کی باتین کرتی ہو؟ اقرار کرتے وقت آج تک کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ مین اِس قول کو نہ پورا کرون گا؟ اب تم اپنے دل کو تسلی دو۔ اور اُن کا خیال دل سے نکال ڈالو"

ضیا "ہائے یہی تو اختیار مین نہین ہے۔ الفانسو کی صورت نہ میرے دل سے مٹتی ہے اور نہ آنکھون کے سامنے سے ہٹتی ہے۔ جس کے دل کی یہ حالت ہو اُس سے کہا جاتا ہے کہ مرکیس سے شادی کر لو"

ماریہ "مرکیس کے ساتھ شادی کرنے کو کون کہتا ہے؟ یہ ہو جائے تو بیٹی بہت اچھا۔ اس سے اچھا دولھا صقلیہ بھر مین نہین مل سکتا"

ضیا "ابا جان کہتے ہین۔ اور کہتے کیا ہین مجھے زبردستی مجبور کر رہے ہین"

ماریہ "تو بیٹی فوراً قبول کر لو"

ضیا "کیسی باتین کرتے ہو؟ مین اور الفانسو کے سوا دوسرے سے شادی کرون؟ قیامت تک نہین ہو سکتا۔ اور ہو گا تو اِس سے زیادہ صدمے ہون گے۔ اِس سے بڑھ کے خرابیان پیدا ہون گی۔ اور بہت ہی بدتر نتیجے ظاہر ہون گے۔ تم یقین جانو کہ اگرچہ یہ میرے بس کی بات نہین ہے۔ ابا جان جو چاہین گے ہو گا۔ لڑکی ذات ایک بیجان اور بے حقیقت چیز ہے۔ وہ ماں باپ کی لونڈی ہے۔ اور اُنھین اختیار ہے کہ مجھے جس کے ہاتھ چاہین بیچ ڈالین۔ مگر خوب یاد رکھو کہ مین بکون گی مگر الفانسو کے سوا کسی اور کو دل دون؟ یہ نہ ہو گا"

اس کے بعد وہ دایہ سے جدا ہو کے اپنے کمرے مین گئی جس مین سے الفانسو کے کمرے کو راستہ گیا تھا۔ کمرے کے نقش ونگار اور چور دروازے کی طرف دیکھ کے بہت روئی۔ اور جب سیلاب اشک کے نکل جانے سے دل ذرا ہلکا ہوا

تو اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔ اور دل ہی دل مین باتون کا یہ سلسلہ شروع ہو گیا!
"ایک ہی دن کی بادشاہی مین مجھے بھول گیا؟ آہ! انسان اتنی جلد کیسے بیوفا ہو جاتا ہی؟ کیا اگلے عہد و پیمان اور قول و قسم اُسے یاد آکے نہ ستاتے ہون گے؟ آہ دنیا کی غرض اور وقتی مصلحت انسان سے ایسی ایسی بیوفائیان بھی کرا دیتی ہے؟ الفانسو کا ایسا سیدھا سادھا نیک دل اور دلفریب شاہزادہ اپنے قول سے پھر جائے! جیسی محبت ہم دونون مین تھی وہ یون دم بھر مین غائب ہو جائے! آہ! یہ بیوفا اور خود مطلب دنیا کا جادو ہے جادو! سچ اور عالم اسباب سے بالکل باہر! بھلا مجھے کسی طرح بھی اِس کا یقین آسکتا تھا کہ الفانسو مجھ سے بیوفائی کرے گا؟ یا وہ مجھے بھول گیا؟ قیامت تک نہ مانتی۔ مگر اب تو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا۔ سلطانہ سے اُس نے دو ہی چار جملے کہے تھے۔ مگر آہ کس قیامت کے جملے؟ جنھون نے میری ساری زندگی کو خاک مین ملا دیا۔ خوشی ہمیشہ کے لیے مجھ سے رخصت ہو گئی آہ! اُسکے اِسی سلوک کی وجہ سے مرکیس کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیجاتی ہون! کیا اِس شادی سے بھی کوئی بڑا سخت عذاب میرے لیے ہو سکتا ہے؟ آہ! ظالم! تو نے مجھے تباہ کر دیا۔ اپنی محبت کے جال مین پھانس کے میری مٹی خراب کر دی۔ کاش مین مرجاتی۔ مرکیس کی بلا سے چھوٹ جاتی۔ اور سلطانہ کو تیرے ہم پہلو دیکھنے کی کوفت نہ اُٹھاتی"

اب جوشِ دل بہت ہی بڑھ گیا تھا۔ اپنی زندگی خراب ہونے کے خیال نے یہ آرزو دل مین پیدا کی کہ جیسی طرح میرا عیش خاک مین ملا ہے اُسیطرح الفانسو کا عیش بھی خاک مین مل جائے۔ بے اختیار جل جل کے اپنے طیش مین آکے اُسے کوسنے لگی۔ اور یہ خوفناک کلمات اُسکی زبان پر تھے۔ "او بیوفا دبلے درد الفانسو! یہ سلطانہ خدا کرے تیرے لیے کلیجہ چبانے والی ڈائن بن جائے۔ اُس کا لعاب دہن تیرے لیے زہر ہلاہل ہو جائے۔ اس سلطنت اور اِس تاج و تخت سے تو کبھی لطف نہ اُٹھائے۔ یہی تیرے حق مین عذاب الٰہی ہو۔ اور ساری دنیا تجھ پر لعنت بھیجتی رہے۔ ہائے جیسا تو نے مجھے ستایا ہے ویسے ہی قسمت تجھے ستائے۔ ع تو بھی ٹھنڈا نہ رہے دل کے جلانے والے!
"ہائے کیا کرون کہ تجھ سے اپنی محبت کی بے قدری کا بدلہ لے۔ اور مجھ

قرار آئے؟ کیا خودکشی کرلون؟ زہر مین بجھے خنجر کے پانی سے دل کی جلن مٹاؤن یا زہر کا جام پی لون تاکہ وہ شیشۂ دل کی رہی سہی کھٹکنے والی کرچون کو گھلا کے بہا دے؟ لیکن اِس سے ظالم تو اور مطمئن ہو جائے گا۔ اور بے کھٹکے بیٹھ کے آرام کرے گا۔ تو پھر انتقام کی اور کون تدبیر ہے؟" دل سے بار بار انتقام کی تدبیر پوچھتی تھی۔ اور جواب نہ ملتا تھا۔ جب اِسکا کچھ جواب نہ ملا تو انتہا درجے کی یاس و ناامیدی کے خیالات باقی رہ گئے۔ جن کے بعد سوا زار و قطار رونے کے کچھ نہ تھا۔ تاہم اسی سوال کو بار بار زبان سے دوہراتی تھی اور پھوٹ پھوٹ کے روتی تھی۔ یہان تک کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ماریہ نے آکے کہا "آپ کے ابا جان آئے ہین" سنتے ہی وہ گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وزیر فرنان اندر داخل ہوا۔ اور دل شکستہ ضیا نے نہایت ہی حیرت سے دیکھا کہ وزیر کے ساتھ الفانسو کی نئی محبوبہ سلطانہ بھی ہے!

گیارھوان باب

غمناک شادی

سلطانہ کو اپنے گھر مین دیکھ کے ضیا بھوچکّی ہو کے رہ گئی۔ نقش حیرت بنی ہوئی تھی۔ برہمی اور حیرت کے جوش ایک مین ملے ہوے تھے۔ اور کوئی لفظ زبان سے نہ نکلتا تھا۔ اتنے مین فرنان نے کہا "بیٹی خوش اور شکر گزار ہو کہ تمھاری ملکہ تم سے ملنے اور تمھارے ساتھ ہمدردی کرنے کو آئی ہین" مگر ضیا کے پاس اِس کا کچھ جواب نہ تھا۔ آخر چالاک سلطانہ نے خود ہی بڑھ کے ضیا کو گلے لگا لیا۔ اور ایسی قوت کے ساتھ بھینچ کے لپٹایا کہ ضیا نے اُسکے آغوش سے چھوٹنے کے لیے لاکھ ہاتھ پاؤن مارے کچھ زور نہ چلا۔ اور جب مزاحمت مین ہار کے اُس نے ہاتھ پاؤن ڈال دیے تو سلطانہ نے کہا "ضیا تم میری چھوٹی بہن ہو۔ اور مین تمھاری ہمدردی کے لیے آئی ہون میری نسبت کوئی خیال ہو تو اسے دل سے نکال ڈالو"

ضیا۔ (حیرت کی نگاہون سے دیکھتے ہوے) "آپ مجھ سے کیا ہمدردی کرین گی؟"

سلطانہ "اب بیٹھ جاؤ تو ہم اطمینان سے باتین کرین" سب قریب قریب کرسیون پر بیٹھ گئے۔ اور سلطانہ نے کہا "بہن ضیا۔ آج صبح سے تمھارے چشم و ابرو سے تمھارے

دل کی حالت پہچان گئی۔ تمھارے طیش اور بادشاہ کی نادم آنکھون نے مجھ سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم مین اُن مین کیا تعلقات ہین۔ اور کیسے کیسے عہد و پیمان ہو چکے ہین ؟"

ضیا۔ (باپ کی موجودگی کو بھول کے) "ہان آپ پہچان گئین اور اس عہد و پیمان کو بادشاہ کے دل سے مٹا کے آئی ہین کہ میرے دل سے بھی مٹا دین ؟"

سلطانہ۔ "تمھارے اس فقرے کا تعلق جہانتک تمھاری ذات سے ہے مین اُسے تسلیم کرتی ہون۔ مگر شاہ الفانسو کے دل پر مین نے ذرا بھی اثر نہین ڈالا۔ مجھ پر عشق ظاہر کرنے مین اُنھین نے سبقت کی اور مین نے دل پر جبر اور زبردستیان کر کے اُن کی درخواست قبول کی۔ یقین جانو کہ اس معاملہ مین مین نہایت بے پروا رہی اور پروا کرنے کی وجہ ہی کیا تھی ؟ مجھے معلوم تھا کہ جس کسی کو تاج و تخت کی ہوس ہو گی جھک مار کے میری خوشامد کرے گا۔"

ضیا۔ (اور زیادہ متحیر ہو کے) "آپ کو خدا نے یہ بھی کمال دیا ہے کہ جس سے دل نہ ملتا ہو ملا لیجیے۔ جس سے ذرا بھی محبت نہ ہو اُس پر عاشق ہو جائیے۔"

سلطانہ۔ "پیاری بھولی بہن۔ تم ابھی بچہ ہو۔ اور تم نے دنیا نہین دیکھی ہے۔ یہ عشق و محبت دل ملنا اور نہ ملنا معمولی لوگون اور ادنے طبقہ والون کی باتین ہین۔ ہم لوگون کی شادی کو عشق و محبت یا اُنس و الفت سے کیا لگاؤ ؟ ہماری شادیان ملک کا ایک پولیٹکل معاملہ ہوا کرتی ہین۔ ہم اپنی غرض دیکھ کے دل ملا لیتے ہین۔ اور کسی ملکی پالسی سے نکاح کرتے ہین۔ مجھے معلوم تھا کہ سلطنت کی آرزو ہو گی تو خود ہی ناک رگڑتے آئین گے۔ اور اُنھین یقین تھا کہ اِس سے شادی نہ کی تو تاج و تخت سے محروم رہ جاؤن گا۔ نتیجہ یہی ہوا کہ الفانسو خوشامد کرتے اور عاشقی کا دم بھرتے ہوے آئے اور مین بھی یہ سونچ کے کہ انکار کر دون گی تو حکومت نہ نصیب ہو گی اُن پر عاشق بن گئی۔ یہ بات اپنے دل سے نکال ڈالو کہ مین نے تمھارے عاشق کو تم سے چھین لیا۔"

ضیا۔ "نہین مجھے آپ سے شکایت نہین شکایت تو اُس سے ہے جس نے میرے سادے دل کو فریب دے کے میری زندگی خراب کی۔ اور میرا عیش ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔"

سلطانہ۔ "اُن کی بھی شکایت نہ کرو۔ بلکہ اُن سے بد عہدی اور بے وفائی کا انتقام لو۔"

ضیا۔ "ہائے کیسے انتقام لون ؟ یہی تو میرے اختیار مین نہین ہے۔"

سلطانہ۔ "تم بہت آسانی سے انتقام لے سکتی ہو۔ اُن کے سامنے اور اُن کو دکھا کے دوسرے سے شادی کر دو۔ اُن کے سامنے اُس دوسرے شخص کی بغل مین بیٹھ کے اپنے چہرے سے اطمینان ظاہر کرو۔ ایک بادشاہ کے لیے اس سے زیادہ ذلت و تکلیف

کی بات نہین ہو سکتی کہ اُس کی محبوبہ دوسرے کی بغل مین ہو"

ضیا" اس طرح آپ انتقام لے سکتی ہین مین نہین لے سکتی۔ مگر ابا جان کا حکم ماننا ہی پڑے گا"

سلطانہ" مجھے بڑا تعجب ہے کہ تم تو شاہ الفانسو پر اسقدر فریفتہ ہو۔ اور اُن کے دل کا یہ حال ہے کہ جیسے اُس پر کچھ اثر ہی نہین۔ آج ہی تمھارے چلے آنے کے بعد مین نے اُن سے کہا تھا کہ تمھارا دل مجھ سے کیونکر لے سکتا ہے؟ اس لیے کہ معلوم ہوتا ہے تم کو ضیا سے محبت ہے۔ میری زبان سے یہ سنتے ہی گھبرا سے گئے۔ پھر قسمین کھانے لگے کہ تم پر بھلا اُسے ترجیح ہو سکتی ہے؟ اُس سے اُسی وقت تک راہ و رسم تھا جب تک تم سے سابقہ نہین پڑا تھا۔ اب تمھارے حسن کے آگے کون ٹھہر سکتا ہے؟ مین اپنے حُسن کی تعریف نہین کر رہی ہون۔ مگر تمھین بتاتی ہون کہ تمھاری طرف سے اُن کے دل کا کیا حال ہے"

ضیا" اُن کے دل کا جو کچھ حال تھا مجھے معلوم ہی ہو گیا۔ خیر وہ جیسے ہون مین تو زندگی بھر اُنھین کو یاد کر کرکے تڑپا کرون گی"

سلطانہ" ضیا۔ مین تمھارے شوہر کو تم سے چھیننا نہین چاہتی۔ اور نہ مجھے اُن سے محبت ہے۔ اگر تم یہ نہین دیکھ سکتین کہ مین اُن کی بی بی بنون تو مین بڑی خوشی سے الگ ہونے کو تیار ہون۔ ادھر دو ایک دن مین اُنھون نے میرے دل پر اپنا جو کچھ اثر ڈالا ہے اُسے بہت آسانی سے مٹا دون گی۔ لیکن ہان مجھے میرے ماموں کی وصیت سے جو حق ملا ہے اُسے نہین چھوڑ سکتی۔ مین اُن کے عوض اُن کے بڑے بھائی ڈان راڈرق سے شادی کر لون گی۔ مین نے تو صاف صاف کہہ دیا کہ مین محبت کے لیے شادی نہین کرتی۔ مین تو صقلیہ کی ملکہ بننا چاہتی ہون۔ میرے لیے سب برابر ہین۔ وہ نہین اُن کا بھائی سہی"

ضیا تھوڑی دیر پہلے الفانسو کو کوس رہی تھی مگر سلطانہ نے یہ خیال ظاہر کیا تو بیتاب ہو گئی۔ اور گھبرا کے کہا "نہین۔ ایسا نہ کرنا۔ مین یہ نہین چاہتی کہ میری وجہ سے الفانسو کو کوئی نقصان پہونچے۔ یا وہ تخت و تاج کی آرزو سے محروم رہ جائین۔ مجھے تکلیف ہوگی۔ زندگی بھر کف افسوس ملون گی۔ مگر جس طرح ہوگا جھیل

لے جاؤن گی - اُنکو تکلیف نہ ہو - تم ضرور اُن سے شادی کرو"

سلطانہ "تم خوشی سے اجازت دیتی ہو - ؟"

ضیا "ہان الفانسو کی یہی خوشی ہے تو تمھین خوشی سے اجازت دیتی ہون" یہ جملہ ضیانے دل پر صبر کی سل رکھ کے کہہ تو دیا مگر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے"

سلطانہ "تم نے تو اجازت دیدی - مگر اُن پر کیسے بھروسہ کرون ؟ چار روز کے بعد مجھے چھوڑ کے الگ ہو جائین تو کیا کرون گی ؟"

ضیا "اسکی مین کیا تدبیر بتا سکتی ہون ؟"

سلطانہ "مگر مین اِس کی تدبیر جانتی ہون - وہ یہ کہ تم مرکیس سے شادی کر لو جب تک یہ نہ ہو گا مجھے اب اُن کی طرف سے اطمینان نہین ہو سکتا - اب تو اسی پر فیصلہ ہے - تم اگر الفانسو کو سلطنت دلوانا چاہتی ہو تو مرکیس کی دولھن بنو - اور اگر تمھین یہ نہین منظور ہے تو الفانسو کے بادشاہ بنانے کے لیے مین اپنی زندگی نہین خراب کر سکتی"

وزیر فرمان اُسوقت تک بیٹھا خاموش سُن رہا تھا - اب موقع دیکھ کے بولا "ملکہ اِس بارے مین آپ تردد نہ کرین - میری بیٹی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سعادتمند بیٹی ہے - اور میرے کہنے سے باہر نہ ہوگی - یہ بھی اُسے معلوم ہے کہ مین مرکیس کو قول دیچکا ہون - اور ضیا سے مجھے یہ نہین امید کہ مجھے ذلیل کرائے گی"

باپ کی زبان سے یہ تجویز جو جبر و حکم کی شان رکھتی تھی سُن کے ضیا کا دل بھر آیا - زار و قطار رونے لگی - اور پھر آنسو پونچھ کے کہا "مین نے خود ہی دل مین ٹھان لی ہے کہ ابا جان کے کہنے کے مطابق مرکیس سے شادی کر کے الفانسو کو جلاؤن گی - اور گو کہ اِس مین میرا رنج و الم بہت زیادہ بڑھ جائے گا مگر تھوڑی بہت خراش اُن کے دل مین بھی تو آئیگی میرے انتقام کے لیے یہ بھی بہت ہے"

سلطانہ "بہن ضیا تمھاری یہ سعادتمندی اور عقلمندی کا فیصلہ سُن کے مین بہت خوش ہوئی - اور تمھاری اِس شرافت کی قائل ہو گئی کہ الفانسو کی تاجداری کی ہوس پر تم نے اپنی خوشی کو قربان کر دیا - اب آؤ ہم تم منہ بولی بہنین بن جائین - مین تمھاری شادی کر دون اور تم میری شادی کرنا - دونو شادیان قریب قریب ایک ہی طریقہ کی ہون گی - اِس لیے کہ محبت کو دونون مین ہے کسی بیچ میں دخل نہین ہے - دونون کی دوسری غرض اور مصلحت

سے ہون گی۔ اور خدا نے چاہا تو کامیاب رہین گی۔"

ضیا۔" آہ! یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ تم میری شادی مین شریک ہو مگر مجھ سے تمھاری شادی مین نہ شریک ہوا جائے گا۔"

سلطانہ۔" تمھین اختیار ہے۔ مگر مین تو تمھاری شادی اپنے ہاتھ سے کرون گی۔ مین ہی تمھین عروسی کے کپڑے پنھاؤن گی۔ مین ہی تم کو دولھن بنا کے گرجے مین لے جاؤن گی۔ مین ہی اِس شادی مین تمھاری سہیلی بن کے تمھارے ساتھ رہون گی۔ مین ہی تم کو دولھا کی خلوت مین پہونچاؤن گی۔ اور مین ہی کوشش کر کے تم دونون کے دلون کو ملاؤن گی۔"

وزیر فرنان کا خیال تھا کہ ضیا دل سے مرکیس کے ساتھ شادی کرنا ہرگز پسند نہ کرے گی۔ ہان یہ ممکن ہے کہ بچپن کی مزاجی کمزوری سے اُس پر میرے کہنے اور سمجھانے کا کچھ اثر پڑ جائے۔ اور گفتگو مین مجبور ہو کے قبول کرے۔ مگر وہ قبول کرنا چند ہی ساعت کے لیے ہو گا۔ اُس کے بعد الفانسو سے ملی اور ہاتھ سے گئی۔ اور اُس سے ملاقات نہ بھی ہو تو دوسرے وقت خود ہی بدل جائے گی۔ اور انکار کرنے لگے گی۔ اس لیے اگر کسی وقت وہ جھوٹون بھی منظور کرے تو فوراً مرکیس سے شادی کر دیجاسے۔ اسی خیال سے اُس نے شادی کا کل سامان فراہم کر لیا تھا۔ اور جیسے ہی اُسے شادی پر راضی دیکھا بولا۔ "تو پھر اب تاخیر کی کیا ضرورت ہو؟ یہان کے اُسقف کو مین نے بلا ہی لیا ہے۔ مرکیس عروسی کے کپڑے پہن کے آگئے ہین۔ اور میرے کمرے مین بیٹھے ہوئے ہین۔ ضیا کے لیے مین نے عروسی کا جوڑا تیار کرا لیا ہے۔ اور نکاح کے لیے ہمارے محل کا گرجا موجود ہے۔ عروسی لباس پنھا کے ضیا کو لے چلین اور اِسی وقت شادی ہو جائے۔"

ضیا۔ (بدحواسی کے ساتھ) "اسی وقت!"

فرنان۔" ہان اِسی وقت۔ جب فیصلہ کر لیا کہ ایک کام ہونا چاہیے تو اُسے اِسی وقت انجام دے دینا چاہیے ع درکارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔"

سلطانہ۔" آپ کی اِس خوش انتظامی سے مین بہت خوش ہوئی۔ تو میری پیاری بہن کا عروسی جوڑا منگوایئے۔" حکم ہوتے ہی وزیر فرنان کا درزی ایک نہایت ہی نفیس لباس عروسی لے آیا۔ جسے سلطانہ نے بہت پسند کیا۔ اور ضیا کو اپنے ہاتھ سے پنھایا۔ ضیا رو رہی

جاتی تھی اور شادی کے کپڑے پہنتی جاتی تھی۔ گرجے مین تیاری کا حکم پہلے ہی سے دے رکھا گیا تھا۔ سب لوگ شکستہ دل اور حرمان نصیب دلھن کو گرجے مین لے گئے۔ اُدھر سے وزیر مرکیس دولھا بنا ہوا آگیا۔ دونون دولھا دلھن گرجے مین قربان گاہ کے سامنے برابر کھڑے کر دیئے گئے۔ اور اُسقف نے جھٹ پٹ حسب رسوم مروجہ نکاح کر دیا۔

فرنان اور سلطانہ اس شادی سے بیحد خوش ہوئے۔ سلطانہ نے ضیا کو پھر اُس کے کمرے مین پہونچا دیا۔ وہان دیر تک اُسکا دل بہلاتی اور اُس سے تسلی و دلدہی کی باتین کرتی رہی۔ پھر جھک کے اُس کے کان مین کہا "اب اِسوقت مین جاتی ہون۔ مگر تم گھبرانا نہین۔ مین رات کو پھر آؤن گی۔ اور مین ہی تم کو تمھارے دولھا سے ملاؤن گی۔" یہ کہہ کے سلطانہ چلی گئی۔ اور اُس کے جاتے ہی تنہا بیٹھ کے ضیا نے رونا شروع کیا۔ اور جب خوب رو چکی تو سر اوپر اُٹھا کے درگاہ الٰہی مین عرض کیا "خداوندا! مجھ مین تحمل و برداشت کی قوت پیدا کر۔ والد کے اور اِن سب کے کہنے سے مین نے یہ آفت اپنے سر لے تو لی ہے۔ لیکن مجھ مین اِس کے اُٹھانے کی طاقت نہین ہے!"

بارھوان باب

ہولناک شب عروسی

وزیر فرنان کے حکم سے ضیا کی مصری مشاطہ نے شب عروسی کے لیے اُس کا سنگھار کرنا شروع کیا۔ وہ ضیا کی زلفون مین کنگھی کر رہی تھی اور ضیا کی آنکھون سے آنسوؤن کا دریا بہہ رہا تھا۔ روتے روتے اپنی مشاطہ سے کہا "مرجانہ! تم مصر کی ہو۔"

مرجانہ "تم نے سُنا ہوگا کہ اگلے دنون ہر سال مصر کی ایک کنواری لڑکی بناؤ سنگھار کر کے اور دلھنون کی طرح خوب سج کے دریائے نیل پر بھینٹ چڑھا دی جاتی تھی۔"

مرجانہ "جی ہان یہ تو مشہور بات ہے۔ جب تک مسلمانون نے قبضہ کیا ہے اُسوقت تک یہ شرک کا دستور جاری تھا۔ یہان تک کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے خبر پا کے امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس کی ممانعت کر دی۔ اور دریائے نیل کے نام

ایک خط لکھ کے عمرو بن عاص کو بھیجا اور حکم دیا کہ اُسے دریائے نیل میں ڈال دیں۔ پھر اُس کے بعد سے بغیر ایسی بھینٹ چڑھائے آپ سے آپ دریا میں طغیانی ہونے لگی۔"

ضیا۔ "مگر یہاں اب تک یہ رسم جاری ہے۔ مصر کی کنواری لڑکیوں ہی کی طرح آج حسرت واندوہ کے آتشیں سمندر پر چڑھانے کے لیے میرا سنگھار ہو رہا ہے۔"

مرجانہ۔ "نہیں بی بی ایسا نہ کہو۔ آپ کے دولھا آپ کے لیے آنکھیں بچھائیں گے۔ اور آپ کے ابا جان ہمیشہ آپ کا ہر شوق پورا کیا کریں گے۔"

ضیا۔ "یہ میری تمنا ہی تو پوری ہو رہی ہے۔" اب شام ہونے کو تھی۔ آفتاب قصر کے مغربی پہلو پر تھا کہ سلطانہ آگئی۔ حسرت نصیب ضیا کو گلے لگایا۔ اُس کی اشکبار آنکھوں کے بوسے لیے۔ پھر اُس کے حکم سے حسین و خوبرو لونڈیوں نے دف بجا بجا کے ناچنا گانا اور نغمۂ مبارکباد سُنانا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سلطانہ اُسے اُس خاص کمرے میں لے گئی۔ جس میں اُسنے مصری کاریگروں سے نقش و نگار اور آراستہ بنایا تھا۔ چونکہ یہ کمرہ سب سے زیادہ آراستہ تھا سلطانہ نے اُسی کو حجلۂ عروسی قرار دیا۔ اور پھر مرکیس کو لا کے اُس سے ملایا۔ دیر تک مذاق اور لطف کی باتیں کرتی رہی۔ اور اپنے نزدیک خوب اطمینان کر لینے کے بعد ضیا سے رخصت ہو کے چلی گئی۔ مرکیس کو ضیا نے آج ہی پہلے پہل قریب سے دیکھا تھا۔ پہلے جب کبھی سامنا ہوا دور ہی سے ہوا۔ مرکیس کبھی قریب نہیں آیا تھا۔ آج شادی کے وقت البتہ دونوں گرجے میں برابر کھڑے کیے گئے تھے مگر لوگوں کے ہجوم اپنی برہم مزاجی و حسرت نصیبی۔ اور دلی نفرت و وحشت کی وجہ سے ضیا نے اُسکی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا تھا۔

سلطانہ کے جاتے ہی مرکیس نے بیتابانہ شوق اور حد سے گزرے ہوئے جوش کے ساتھ آ کے ضیا کے پہلو میں بیٹھنا چاہا۔ اِدھر مرکیس نے مسہری پر قدم رکھا اور اُدھر ضیا اُٹھ کے بستر خواب سے دور ایک چھوٹی سی چوکی پر جا کے بیٹھ گئی۔ اور مُنہ چھپا لیا۔ مرکیس نے وہاں جا کے زبردستی مُنہ کھلوایا تو ایک شگفتہ مزاج اور ارمانوں سے بھری ہوئی دولھن کے عوض ایک غمناک و سراپا یاس نازنین کو حسرت و اندوہ سے آنسو بہاتے دیکھا۔ یہ حالت دیکھ کے اُسے تعجب ہوا۔ مگر خیال

گزرا کہ لڑکیاں عموماً اپنے والدین اور میکے کے چھوٹنے پر رویا کرتی ہیں اس لیے بڑھا کہ اُس کی تسلی و دلدہی کرے۔ اور دم دلاسے سے پھر بچھونے پر لائے۔ مگر ضیا نے روکا اور قسم دلائی کہ "اُدھر ہی رہو۔ اور میرے قریب نہ آؤ" مرکیس نے اس حزن وملال کا سبب پوچھا تو جواب ملا کہ "میرا جی نہیں اچھا ہے" دریافت کیا کہ آخر کیا شکایت اور کیسی تکلیف ہے؟" بولی "کلیجے مین درد ہے۔ اور آنکھوں مین کھٹک ہے" لیکن یہ کہتے ہی اور زیادہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔ اور جوش گریہ اس قدر بڑھا کہ جواب دینے کی تاب نہ تھی۔ کچھ دیر تک مرکیس یہ منظر دیکھ کے پریشان رہا۔ پھر کہا "آخر کب تک روتی رہو گی؟ اور جی نہین اچھا ہے تو یہان پلنگ پر آ کے لیٹو" بولی "مین یہین اچھی ہون" اور پھر قسمین دلانے لگی کہ "مجھے یہین پڑا رہنے دو" کہا "اچھا میرا ہونا ناگوار ہے تو تمھاری پیش خدمتون کو بلا دون؟" ایک آہ کے ساتھ جواب دیا "نہین۔ مجھے نہ خادمہ کی ضرورت ہے نہ پیش خدمت کی۔ بس تم اتنی عنایت کرو کہ مجھے میرے حال مین پڑا رہنے دو۔ مجھ سے بولو چالو نہین" اتنا کہا اور پھر رونا شروع کر دیا۔

آخر مرکیس اپنی تمام کوششون مین تھک کے اور مجبور و مایوس ہو کے پلنگ پر اکیلا لیٹ رہا۔ اور دل مین سوچنے لگا کہ ضیا کی اس پریشانی اور اِس کے حد سے گزرے ہوئے رنج و اندوہ کا سبب کیا ہے؟ خیال گزرا کہ معلوم ہوتا ہے کسی اور نوجوان سے اِس کا دل اٹکا ہوا ہے۔ اور میری صحبت کو نہین پسند کرتی۔ جو جو وہ غور کرتا تھا یہی خیال غالب آتا جاتا تھا۔ آخر اُسے بہت ہی صدمہ ہوا کہ "مجھے بدنصیبی سے جورو بھی ملی تو ایسی جو کسی اور پر فریفتہ اور مجھ سے متنفر ہے! دیکھیے اِس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ افسوس شادی کر کے میری جان اور عذاب مین پڑ گئی" اب اُس نے اِس پر غور کرنا شروع کیا کہ وہ کون ہے جس پر اِس کا دل آیا ہوا ہے؟ وہ کس حیثیت کا آدمی ہے؟ کوئی ادنیٰ درجے کا شخص ہے؟ میرا ہم رتبہ اور میرے برابر والا ہے؟ یا کوئی مجھ سے بھی بڑا معزز شخص ہے؟" لیکن اِس بارے مین اُسکی ذہنی جستجو بے نتیجہ رہی اور گھبرا کے دل مین کہا "کوئی ہو۔ میری تو زندگی خراب ہوئی"

اب پچھلا پہر تھا۔ ضیا اپنے اُسی کونے مین بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ اور مرکیس پلنگ پر پڑا دریائے افکار مین غرق اور نہایت ہی بدمزگی و بےلطفی سے کروٹین بدل رہا تھا۔

نیند دونون پر حرام تھی۔ یکایک مرکیس کو کچھ آہٹ اور کسی کے پاؤن کی چاپ معلوم ہوئی۔ دل مین کہا یہان کون آیا؟ مین تو کمرے کا دروازہ بند کر کے لیٹا تھا! فوراً آنکھین کھول دین۔ اُٹھ بیٹھا۔ اور حیرت سے دیکھا کہ شمع خاموش ہے۔ اور اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اس پر اور حیرت ہوئی۔ اور دل مین سوچنے لگا کہ یہ چراغ کیسے گل ہو گیا؟ اتنے مین کان مین آواز آئی کہ جیسے کوئی دبی آواز سے آہستہ آہستہ پکار رہا ہے "ضیا! ضیا!" اب اُس مین ضبط و تحمل کی تاب نہ تھی۔ بڑھ کے تلوار اُٹھائی۔ اور اُسے کھینچ کے جدھر سے آواز آئی تھی اُس طرف چلا کہ اس بدمعاش شخص کو جو میری موجودگی مین میری بی بی سے ملنے کو آیا ہے اُس کی بدمعاشی کی سزا دون۔ یکایک تلوار کسی اور کی تلوار سے لڑی۔ طیش مین آ کے جھپٹا۔ مگر کسی کے زور سے بھاگنے کی آواز سُنائی دی۔ جو یک بیک غائب ہو گیا۔ اور مرکیس بے تکان بڑھنے کے باعث سامنے کی دیوار سے ٹکرا کے زخمی ہو گیا۔

اب مرکیس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سارا کمرہ ڈھونڈھ ڈالا مگر کہین کسی کا پتہ نہ تھا۔ لپک کے دروازے کے پاس گیا۔ اُسے بالکل بند دیکھ کے اور وحشت ہوئی۔ فوراً کُنڈی کھول کے باہر نکلا اور غل مچانے لگا۔ چارون طرف سے لوگ شمعین اور مشعلین لے لے کے دوڑے۔ اور مرکیس نے ایک شمع دان ہاتھ مین لے کے سارا کمرہ ڈھونڈھ ڈالا مگر کہین کسی کا پتہ نہ تھا۔ اب اُس کی عقل چکر مین تھی کہ یہ کون تھا؟ کدھر سے آیا؟ اور کہان غائب ہو گیا؟ دل مین آئی کہ خود ضیا سے پوچھون۔ شاید اِس سے پتہ چلے۔ مگر سوچا کہ اِس معاملہ مین اِس کی سازش ضرور ہے۔ جانتی بھی ہو گی تو نہ بتائے گی۔"

آخر نہایت پریشانی کے ساتھ کمرے سے نکل کے وزیر فرنان کے پاس دوڑا گیا۔ قصر مین غل سُن کے وزیر بھی جاگ اُٹھا تھا۔ اور لوگون نے دوڑ کے مرکیس کے اُسکی طرف روانہ ہونے کی خبر بھی پہونچا دی۔ اپنے کمرے سے باہر آ کے اُس سے ملا۔ اور مرکیس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ یہ سُن کے فرنان بھی سخت متحیر ہوا۔ مگر دل مین کہا "یہ شاہ الفانسو کے سوا کوئی نہین ہو سکتا۔ اور اِس مین ضیا کی بھی کچھ نہ کچھ سازش ضرور ہے۔ ورنہ کمرے کے اندر اُس کا پہونچ جانا غیر ممکن تھا۔" لیکن مرکیس پر یہ راز نہین ظاہر کیا۔

اور کہا "آپ کو وہم ہی وہم ہے - بند کمرے کے اندر کون پہونچ سکتا تھا؟ رہا ضیا کا یہ برتاؤ۔ یہ وہ فقط گھر چھوٹنے اور نئے شخص کی صحبت سے وحشت کھانے کے باعث ہے۔ پہلی رات کو سب ہی لڑکیاں وحشت کھایا کرتی ہیں - دو ایک دن میں یہ بات جاتی رہے گی"

مرکیس کو اس جواب سے اطمینان تو کیا ہو سکتا تھا؟ مگر لاجواب ہو کے ضیا کے پاس واپس آیا - اور صبح تک تلوار ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا - مگر اب اُس نے ضیا کی طرف جو دیکھا تو اُس میں ایک نمایاں تغیر نظر آیا - پہلے وہ ملول و غمگین تھی اور اب برہم و برافروختہ - یا تو رات بھر آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری رہا تھا - یا اب اُن سے جوش و غضب کے شعلے نکل رہے تھے -

ضیا نے جیسے ہی سُرنگ کے راستہ میں سے کچھ آہٹ پائی سمجھ گئی کہ شاہ الفانسو آرہے ہیں چپکے سے اُٹھ کے چراغ گل کر دیا - اسکے بعد چور دروازے میں سے نکل کے بادشاہ نے اندھیرا گھپ دیکھا تو آہستہ آہستہ پکارا "ضیا! ضیا!" جواب کا منتظر تھا کہ مرکیس کی تلوار سے تلوار لڑ گئی - اور بدنامی کے خوف سے فوراً دروازہ بند کر کے بھاگ گیا -

اس واقعہ سے مرکیس تو چور کو ادھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرتا تھا مگر وہ دل میں کہہ رہی تھی "واہ! کیا زمانہ کا رنگ ہے! اور کیسی آجکل کی محبت ہے! الفانسو تو سلطنت پر تو عشق ظاہر کرتا اور اُس سے شادی کرنے کا آرزومند ہے مگر ساتھ ہی مجھ سے بھی لسر کا چلا جاتا ہے! اور یہاں اس لیے آیا تھا کہ بہلا پھسلا کے اور مکر و فریب سے کام لے کے میری آبرو لے! ورنہ اِس وقت تنہائی اور اندھیرے میں پچھلی شب کو یون چوروں کی طرح میرے پاس آنے کی وجہ؟ جو شخص میری محبت سے دست بردار ہو چکا اُسے مجھ سے واسطہ ہی کیا رہا؟ کچھ نہیں وہ دھوکے ہی دھوکے میں میری آبرو لینا چاہتا ہے"

اِن خیالات نے اُس کے دل میں ایک آگ سی لگا دی - رہ رہ کے طیش آتا تھا اور لہو کا گھونٹ پی کے رہ جاتی تھی - اور الفانسو کی جانب سے نہایت ہی بدگمان تھی - مگر اُس نے اِن سب خیالات کو دل میں رکھا - شوہر یا باپ کسی کے سامنے کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا - یہاں تک کہ صبح ہو گئی - اور ساری رات کا جاگا مرکیس اپنے گھر میں جا کے سو رہا -

تیرھوان باب

بازشاہ اور وزیر کی رقابت

شاہ الفانسو کی یہ حالت تھی کہ جب سے ضیا اُسے سلطانہ کے ساتھ راز و نیاز کی باتین کرتے سُن گئی تھی نہایت ہی بیتاب و بیقرار تھا۔ دل سے یہ خیال کسی طرح نکلتا ہی نہ تھا کہ ضیا مجھ سے بدگمان ہو گئی ہے۔ اور بار بار دل مین کہتا جب تک خلوت مین پل کے سارا حال نہ بیان کر دونگا اُسے چین نہ پڑے گا۔ لیکن امراے پلرمو کے مبارکباد کے لیے آنے اور نئے نئے ملتوی شدہ پیچیدہ مہمات سلطنت کے پیش ہونے کا سلسلہ موقوف ہونے ہی کو نہ آتا تھا۔ راہ دیکھ رہا تھا کہ گھڑی بھر کو بھی چھٹی ملے تو ضیا سے جا کے مل آؤن۔ مگر آدھی رات ہو گئی اور اُسے دم لینے کی چھٹی نہ تھی۔ آدھی رات کے بعد لوگون کے آنے کا سلسلہ موقوف ہوا تو جو لوگ موجود تھے اُنھین جلدی جلدی رخصت کر کے وہ وزیر کے قصر مین گیا۔ اور اپنے خادم کو یہ سمجھا کے کہ کسی کو میرے آجانے کی خبر نہ ہونے پائے سرنگ کے راستہ سے ضیا کے پاس پہونچا۔ وہان اندھیرا دیکھ کے اُسے پکارا۔ اور کسی غیر کی تلوار سے تلوار لڑی تو متحیر ہو کے واپس چلا آیا کہ اسوقت ضیا کی ملاقات کو ٹال ہی جانا چاہیے۔

مگر دل مین نہایت ہی حیران تھا کہ ضیا کے کمرے مین آخر شب کے وقت یہ غیر شخص کون تھا۔ جو تلوار کھینچ کے میرے مقابلہ کو آیا؟ اُسے شادی کی خبر نہ تھی۔ یہان اتنی دیر مین جو کچھ ہو گیا اُس کے وہم و گمان مین نہ تھا۔ اور جب یہ معمہ کسی طرح حل نہ ہو سکا تو دل مین کہا "اب اس کا حال کل معلوم ہو جائے گا کل دن کو جسطرح بنے گا مین ضیا سے ملونگا۔ اور اُس سے سب حال دریافت کر لونگا"

شاہی محل مین آ کے رات کے دو تین گھنٹے کاٹے جو وقت ملا اُس مین سویا اور صبح تڑکے شکار کا حکم دیا۔ شکار کے لیے باز اور کتّے موجود ہو گئے۔ اور شاہانہ جلوس کے ساتھ کوہ پلگرنیو کی راہ لی۔ جسکے ایک طرف وزیر کا قصر تھا۔ دیر تک شکار مین مصروف رہنے کے بعد سب ہمراہیون کو شکارگاہ مین چھوڑا اور ایک ہرن

کے تعاقب کے بہانے گھوڑا بھگاتا ہوا قصر فرمان کے پشت پر نکلا جدھر ایک نہایت ہی وسیع و پُرفضا باغ تھا۔ جابجا فرح بخش کُنج تھے۔ اور گھنی جھاڑیوں نے عجیب عجیب روح افزا و دلکش خلوت گاہیں بنا رکھی تھیں۔

ناگہان دور پر ایک جھاڑی کے سایہ مین دو عورتین نظر آئین جو ایک لکڑی کی بنچ پر بیٹھی ہوئی تھین۔ اُنکی طرف چلا کہ ضیا کا کچھ حال دریافت کرے۔ مگر قریب پہونچ کے حیرت سے دیکھا کہ وہ عورتین خود ضیا اور اُس کی دایہ ماریہ ہین۔ ماریہ کی گود مین ضیا کا سر ہے۔ اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین۔ اور ماریہ اُسے سمجھاتی اور پیار کر کے تسلی دے رہی ہے۔ فوراً گھوڑے سے اُتر کے اُسے ایک درخت مین باندھ دیا۔ اور قریب جا کے نہایت ہی گرمجوشی سے صاحب سلامت کی۔ اور بغیر اس کے کہ جواب کا انتظار کرے کہنے لگا "صاحب رونا دھونا موقوف کرو۔ اور آنسو پونچھ ڈالو۔ بیکار ہی تم نے اپنی جان پر آفت لے رکھی ہے۔ ذرا یہ بھی سونچا کرو کہ یہ دنیا ہے۔ اس مین دکھانے کی باتین اور ہوتی ہین اور کرنے کی اور۔ مین نے تمھارے ابا جان کے مجبور کرنے سے اور سلطنت کی مصلحتون پر نظر کر کے سلطانہ سے چاہے کچھ ہی کہا ہو مگر دل سے اور حقیقت مین تمھارا شیدا ہون۔ دنیا مین بھلا کوئی بھی ایسی قوت ہے کہ مجکو تم سے یا تم کو مجھ سے چھین سکے؟ یاد رکھو کہ مین تمھارا ہون۔ تمھارا ہی رہون گا۔ اور تمھین سے شادی کرون گا۔ سلطنت چاہے جائے چاہے رہے۔"

مگر اب الفانسو کی صورت دیکھ کے ضیا پر ایسی رقت طاری تھی اور آنکھون سے ایسا سیلاب عظیم جاری تھا کہ نہ اُس مین بات کرنے کی قوت تھی۔ نہ کچھ سننے کی۔ اور نہ کچھ دیکھنے کی۔ آخر تھوڑی دیر جواب کا انتظار کر کے الفانسو نے پھر کہنا شروع کیا "ضیا پیاری ضیا۔ اس بیکار کے رونے سے فائدہ؟ جو شخص تمھارے لیے تاج و تخت سے دست بردار ہونے کو موجود ہے اُسے جھوٹا نہ جانو۔ اُسکی بات کا اعتبار کرو۔ اور خیال کرو کہ تمھین ملول و غمگین دیکھ کے اُس کے دل کی کیا حالت ہوگی؟"

اب ضیا نے دل قابو مین لا کے اور جوش زاری کو سینے مین دبا کے کہا "بادشاہ! اب نہ آپ وہ آپ رہے اور نہ مین وہ مین رہی میرے آپ کے درمیان مین ایک ایسا عظیم الشان پہاڑ پیدا ہو گیا جس پر چڑھ کے نہ مین آپ تک پہونچ سکتی ہون

اور نہ آپ مجھ تک آسکتے ہین"

الفانسو۔ خدا کے لیے ایسی بات نہ کہو کہ میرا کلیجہ پھٹ جائے۔ جو پہاڑ میرے تمھارے درمیان مین آئے گا اُسکو ہماری محبت اور ہمارا خلوص ریزہ ریزہ کرکے فنا کر دینگے خدا کی قسم مین زمین کو زیر وزبر کر دون گا۔ اور خون کے دریا بہا دون گا۔ اور موت کا مینہ برسا دونگا۔ مگر یہ نہوگا کہ تمھارے وصل سے محروم رہون"

ضیا" بس بس جائیے اور اپنا کام کیجیے۔ اب اس بارے مین نہ آپ کی سلطنت کام آوے گی۔ اور نہ قوت وعظمت سے مطلب نکلے گا۔ اس لیے کہ اب مین وزیر مرکیس کی جورو ہون"

یہ فقرہ نہ تھا بجلی کا گرنا تھا۔ سنتے ہی الفانسو پر موت کے آثار نمایان ہوئے۔ چہرہ زرد پڑ گیا۔ تن بدن مین تھرتھری پڑ گئی۔ کانپ کے بے اختیار پیچھے ہٹا۔ مگر پاؤن لڑکھڑائے۔ اور ایک درخت پر سہارا دیا کہ آپ کو سنبھالے۔ مگر تیورا اس شدت سے تیورایا کہ نہ سنبھل سکا۔ درخت کی رگڑ کھاتا ہوا زمین پر گر پڑا۔ اور بیہوش تھا۔ لیکن اس غفلت اور بیہوشی مین بھی وفور شوق کا یہ عالم تھا کہ آنکھون سے دلدار نازآفرین کے چاند سے چہرے ہی پر ٹکٹکی بندھی ہوئی تھی۔

کچھ دیر تک یہی عالم رہا کہ الفانسو زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اور ضیا تھوڑے فاصلہ پر کھڑی اشک حسرت بہا رہی تھی۔ ایک گھڑی بھر مین الفانسو کے حواس کسی قدر درست ہوئے۔ اور اُس نے پھر ایک آہ جگر دوز کھینچ کے کہا "ضیا۔ تجھ سے یہ کیونکر ہو سکا؟ ہائے تو نے تو مجھے مار ڈالا! اور مجھی کو نہین خود آپ کو بھی ہلاک کیا۔ اب میری اور تیری زندگی کیسے کٹے گی؟ اور ہم کیا کرین گے؟"

ضیا" یہ نئی بات ہے۔ اُلٹے مجھے الزام دیتے ہو۔ اور اپنی باتون کو نہین دیکھتے؟ میرے سامنے تم نے سلطانہ سے شادی کا اقرار کیا۔ اُس کے ساتھ جس جوش عشق ومحبت کو ظاہر کیا اُسے اپنے کانون سے سُن چکی ہون۔ اور پھر آپ چار آنکھین کرکے مجھے الزام دیتے ہین؟"

الفانسو" مگر تم نے مجھ سے ذکر تو کر دیا ہوتا۔ ظاہر کی باتون پر مجھے جیسا اور جتنا الزام چاہے دے لو مگر دل سے مین تمھارا ہی دلدادہ ہون۔ سلطانہ سے جو کچھ کہا وہ ایک

ایک پالسی اور حکمت عملی تھی- ورنہ مین بھلا تمھارے رخ زیبا کے سوا اور کسی کا عاشق ہو سکتا ہون ؟"

ضیا:- "بس اب باتین نہ بناؤ- تم نے کہا سلطنت مقدم ہے- اور تاج و تخت مین تو سب کچھ ہے- حکومت کی ہوس نے تمھین بے وفا بنا دیا- اور تمھین یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ وزیر کی بیٹی تمھارے برابر ملکہ بن کے تخت نشین ہو- یہ باتین تمھارے دل مین نہ تھین تو تم نے مجھے غمگین و حزین اور مایوس و پریشان حال دیکھ کے پہلے ہی کیون نہ خبر کر دی ؟ مین تمھارا اس قدر دم بھرتی تھی اور اس طرح تمھارے نام پر مرتی تھی کہ دنیا ادھر کی اُدھر ہو جاتی مگر مین کسی اور سے نکاح نہ کرتی- مگر میری بدنصیبی نے تمھین بے وفا بنا دیا- اور اپنے دل کو اس جرم پر کہ کیون تمھارا شیدا بنا زندگی بھر یہ سزا دیتی رہون گی کہ اُس شخص کی غلامی کرے جس سے اسے کوئی لگاؤ- کوئی اُنس- کسی قسم کی الفت- اور ذرا بھی محبت نہ ہو- خیر جو ہونا تھا ہوا اب اِس بکنے جھکنے اور قسمت کا دُکھڑا رونے سے کیا حاصل ؟ مین جاتی ہون- اپنے کمرے مین بیٹھ کے اپنی قسمت پر رون گی- اور تنہا بیٹھون گی کہ تمھاری صحبت کے عذاب اور اُس کی تکلیف سے چھوٹون- اب تمھاری صحبت میری عزت و عصمت اور شرافت و عفت مین داغ لگا دے گی- یہ تو تم خود بھی سمجھ سکتے ہو کہ جب مین وزیر مرکیس کی بی بی ہو چکی تو پھر اب تم سے مِل کے ایسی باتین کرنا کس قدر نامناسب ہے- اور اِن سے سوائے تکلیف بڑھنے کے حاصل ہی کیا ہو گا ؟" یہ کہا اور بغیر جواب کا انتظار کیے قصر کی طرف چلی- اور دور نکل گئی-

الفانسو:- (چلا کے) "لللہ ٹھہرو- ایک دم بھر اور ٹھہر جاؤ- اُس خستہ حال بادشاہ پر ترس کھاؤ جو تمھارے وصال کے شوق مین سلطنت پر لات مارنے کو تیار بیٹھا ہے"- ضیا نے پلٹ کے دیکھا اور دہین سے جواب دیا:- "اب اِن باتون کا وقت نہین رہا- تیر چٹکی سے چھوٹ چکا- سانپ نکل گیا لکیر پیٹا کرو- اب ملک کو تم بگاڑو- بناؤ- یا غارت کرو- رعایا کے ساتھ انصاف کرو یا ظلم- تمھاری سلطنت بگڑے- بنے- اور رہے- یا نہ رہے مجھے واسطہ نہین- اب تم جس عورت کے ساتھ چاہے شادی کر دو مجھے ملال نہ ہو گا کہ صقلیہ کی ملکہ مین

کیون نہ ہوئی۔ اب اگر دل مین تمھاری محبت جوش مارے گی تو اُسے دبا دون گی خوب ضبط کردون گی کہ وزیر مرکیس کی جورو الفانسو کی محبوبہ نہین ہے۔ مین اس طریقہ سے اپنے ناسمجھ اور ناعاقبت اندیش دل کو تو سزا دون ہی گی تم سے بھی تھوڑا انتقام لِ جائیگا۔ اِس لیے کہ جب کبھی تم اپنی محبوبہ کہتے تھے اُسکو دوسرے کے پہلو مین دیکھ کے تمھین کچھ تو تکلیف ہو گی ؟" یہ کہا اور ایک کوندنے والی بجلی کی طرح چمک کے قصر مین ہو رہی اور الفانسو ایک تیر خوردہ ہرن کی طرح بیقرار ہو مضطرب الحال کھڑا رہ گیا جو یہ بھی نہ جانتا تھا کہ کیا کرون اور کہان جاؤن۔ اگر ماریہ ہوتی تو اُس سے کچھ کہتا سنتا مگر وہ بھی اپنی بی بی کے ساتھ غائب ہوگئی۔ اور الفانسو حیران ہے کہ کیا کرے۔

تھوڑی دیر تک اُسی جگہ خاموش کھڑا سوچتا رہا۔ یکایک اپنے بادشاہ اور فرمان رواے ملک ہونے کا خیال آیا۔ دل مین کہا "اس ناامیدی کو تو مین نہین برداشت کر سکتا۔ اب مجھے نہ سلطنت کی پروا ہے اور نہ کسی مصلحت و انجام کی۔ اسی وقت قصر شاہی مین پہونچ کے وزیر مرکیس اور وزیر فرنان دونون کو گرفتار کر کے قتل کرا ڈالون گا۔ سارا فساد انھین دونون کا ہے۔ اور اِنھین کی وجہ سے مجھ پر یہ آفت آپڑی ہے۔" یہ خیال آتے ہی طیش کھا کے شکارگاہ کی راہ لی جہان ہمراہی انتظار کر رہے تھے۔ فوراً واپسی کا حکم دیا۔ اور پایہ تخت کی طرف چلا۔ مگر راستے بھر اِسی اُدھیڑبُن مین رہا۔ قصر مین پہونچ کے کوتوال شہر فراجیس کو بلوایا۔ لیکن حکم جاری کرتے وقت دل مین آئی کہ وزیر فرنان نے مجھے پالا ہے اپنی زبان سے اُسے باپ کہہ چکا ہون۔ اور سب پر بالا یہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو ضیا کو بیحد ملال ہو گا۔ اُس کے ساتھ بدسلوکی کرنا نہین اچھا۔ آخر سوچتے سوچتے فرنان کی گرفتاری کو ملتوی کر دیا اور کوتوال کو حکم دیا اسی وقت جا کے وزیر مرکیس کو گرفتار کر لو۔ اور پابزنجیر کر کے سخت حفاظت کے ساتھ اپنی حراست مین رکھو۔ خبردار اُس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت اور نرمی نہ ہونے پائے ورنہ تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مرکیس دان را درق کا طرفدار ہے اور میرے خلاف سازشین کر رہا ہے۔

ایسا شخص باغی اور سلطنت کا ایسا مجرم ہے جو سخت ترین سزا کا مستوجب ہو۔"
شاہی حکم کی تعمیل مین کس کو عُذر ہو سکتا تھا؟ مرکیس اگرچہ شاہی خاندان سے تھا۔ بہت بڑا معزز و محترم وزیر تھا۔ اور رعایا اور فوج اُس کے اثر مین تھی۔ گو توال بہ لحاظ عہدے کے اُس کا غلام اور محکوم تھا۔ مگر اُس پہ جرم ایسا عائد کیا گیا تھا۔ کہ کسی کو چون کرنے کی مجال نہ تھی۔ خصوصاً اس لیے کہ اب ساری رعایا اور تمام سرداران فوج الفانسو کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔ اور سب سے زیادہ وفادار اُسی کے تھے۔ کوتوال "جو حکم ہو" کہہ کے گیا۔ اور چونکہ معلوم تھا کہ مرکیس وزیر فرنان کے قصر مین ہے اُسی وقت ایک زبردست گارد لے کے قصر مین پہونچا۔ اور خاص ضیا کے پہلو سے مرکیس کو بڑی بے عزتی کے ساتھ کھینچ کے باہر نکالا۔ اور باغیون کی طرح پابزنجیر کر کے قید خانے مین پہونچا دیا۔

چودھوان باب

مجرمانہ خیر خواہی

مرکیس کی گرفتاری سے سارے شہر مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور وزیر فرنان کے گھر مین تو کہرام ہی بپا تھا۔ اب فرنان دل مین سونچا کہ "مین نے یہ بُرا کیا کہ ایسی عجلت کے ساتھ ضیا کی شادی کر دی۔ میرا خیال تھا کہ الفانسو بچپن کی طرح اب بھی مجھ سے دبے گا۔ اور جو چاہون گا طوعاً و کرہاً اُسے منظور کرے گا۔ لیکن اب وہ میری گرفت سے باہر ہوا جاتا ہے۔ دیکھیے اس شادی کا انجام کیا ہوتا ہے؟ مگر جو کچھ ہوا اب اس وقت تو مجھے سوا اس کے کہ الفانسو کی خدمت مین حاضر ہو کے خوشامد درآمد اور عجز و الحاح سے مرکیس کی سفارش کرون کوئی مفر نہین نظر آتا۔ اگر اس مین ذرا بھی تاخیر ہوئی تو مرکیس قید کی ذلتون کی تاب نہ لا سکے گا۔ دیوانہ ہو جائے گا۔ اور اُسے شکایت ہو گی کہ ایسے نازک موقع پر مین نے خبر نہ لی۔"
فوراً سوار ہو کے قصر شاہی مین آیا۔ یہان آ کے حاجیون اور چوبدارون

سے سُنا کہ "حضور جہان پناہ کا مزاج نہایت برہم ہے۔ اور کسی کو بھی باریابی کی اجازت نہین۔ حکم ہو کہ خبردار کوئی شخص چاہے کتنے ہی بڑے مرتبہ اور عزت کا ہو میرے سامنے نہ آنے پائے۔ اس لیے ہم مجبور ہین۔ آپ کو سامنے جانے دینا خود اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہے۔

فرنان "اور کوئی باریاب ہے؟"

چوبدار "کوئی نہین۔ اب اِس سے بڑھکے کیا ہوگا کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی شاہزادی سلطانہ آئی تھین اور خلوت مین جانا چاہتی تھین۔ مین نے جا کے اطلاع کی تو ایسے غیظ و غضب سے "مجھے اِس وقت اُن سے ملنے کی چھٹی نہین" فرمایا کہ مین کانپتا ہوا اُلٹے پاؤن بھاگا۔ اس لیے عرض کرتا ہون کہ اسوقت حضور کا ملنا مصلحت نہین ہے"

فرنان نے کہا "ایسی حالت مین مین خود ہی سامنے نہ جاؤن گا۔ ممکن ہو کہ برہمی مین اُن کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو مجھے ناگوار ہو۔ مگر جب تک جہان پناہ کا مزاج درست ہو مجھے یہین ٹھہرنا چاہیے" شاید یاد فرمائین۔ یہ کہہ کے قصر شاہی کے برآمدے مین وہ اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اب اُسے اسئے کئی گھنٹے ہو گئے اور شام کا وقت قریب آگیا۔ جاجبون اور چوبدارون کو بھی اطمینان تھا کہ اب نہ بادشاہ کسی کو بلائین گے۔ اور نہ کسی کو سامنے جانے کی جرأت ہوگی۔ اسلیے وہ دروازہ چھوڑ کے اِدھر اُدھر ٹہلنے لگے۔ اور اپنے ملاقاتیون سے گپین اُڑانے مین مصروف ہو گئے۔ غرض کسی کو یہان کا خیال نہ رہا۔ اور فرنان جو ایسے ہی موقع کا منتظر تھا۔ سب کی آنکھ بچاکے اندر چلا گیا۔ اور بڑے ادب سے جھک کے آداب بجا لایا۔

الفانسو ایک پلنگ پر لیٹا ہوا پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ وزیر کی صورت دیکھتے ہی اُس پر اپنی شعلہ بار آنکھون سے آگ برسا کے پوچھا "کیا ہے؟"

فرنان "(کانپتے ہوئے زمین بوس ہو کے) "خدا جہان پناہ کو ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے غلام کو یہ اُمید نہ تھی کہ حضور کے عہد مین غلام کی عزت و آبرو پر کوئی حرف آئے گا۔ غلام کا داماد وزیر مرکیس غلام ہی کے گھر مین سے بڑی بےعزتی

دبے حرمتی کے ساتھ گرفتار کیا گیا اور یہ نہین معلوم کہ قصور کیا ہے؟"

اس درخواست پر الفانسو نے وزیر کے چہرے پر ایک معنی خیز نظر ڈالی اور کہا "اُس کا یہ قصور ہے کہ میرے خلاف سازش کر رہا ہے۔ باغیون سے ملا ہوا ہے۔ میرا بھائی ڈان رادرق جو تاج و تخت سے محروم کیا گیا اُس کا دوست ہے۔ اور میرا دشمن۔ میرے پاس اِس کا کافی ثبوت موجود ہے"

مرکیس کا یہ جرم سُن کے فرنان نے سر جھکا لیا۔ اور دل مین کہا "بھلا یہ ممکن ہے؟ میرا داماد اور سازش! مرکیس اور بادشاہ کا دلی دشمن!" پھر دوبارہ زمین چوم کے عرض کیا "قبلۂ عالم! یہ غیر ممکن۔ میرے خاندان۔ میرے عزیزون۔ اور میرے دوستون مین کسی سے بھی کبھی آج تک کوئی نمک حرامی ہوئی تھی جو اب ہو گی؟ ہم لوگون کی نسبت کسی کو ایسا وہم و گمان بھی نہین ہو سکتا۔ مرکیس کی برات کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ میرا داماد ہے۔ مگر جان بخشی ہو تو ایک بات عرض کرون؟"

الفانسو "جو کچھ کہنا ہو بے خوف کہو"

فرنان "مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور پوشیدہ واقعہ اور ایسی غرض سے جو ابتک راز مین ہے جہان پناہ نے اُسے گرفتار کیا ہے"

راز کا لفظ سنتے ہی الفانسو اِس طرح طیش مین آ کے اُٹھ بیٹھا کہ فرنان سہم گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کے سر آگے جھکا دیا۔

الفانسو "اب تم نے راز کا نام لیا ہے تو سنو۔ تم نے میرے ساتھ ایسا سنگدلی کا سلوک کیا کہ کوئی کسی ذلیل سے ذلیل شخص کے ساتھ بھی نہ کرے گا۔ میری زندگی بے مزہ ہو گئی۔ اور سخت عذاب الیم مین مبتلا ہون۔ جس لذت و نعمت سے دنیا کا ہر ادنے سے ادنے شخص لطف اُٹھاتا ہے اُس سے تم نے مجھے محروم کر دیا۔ اور جب میری ہی زندگی خراب ہو گئی تو مجھے اور کسی کی زندگی کی کیا پروا ہو سکتی ہے؟ اب مجھ مین نہ بڑے چھوٹے کا امتیاز ہے۔ نہ بُرے بھلے کی تمیز ہے۔ کان کھول کے سُن لو اور خوب یاد رکھو کہ مین سلطانہ سے ہرگز شادی نہ کرون گا"

فرنان "جب حضور بھرے دربار شاہزادی سلطانہ سے شادی کا وعدہ فرما چکے

ہین تو اب اپنے وعدے سے نہ پھرنا چاہیے۔ بدعہدی بادشاہون کی شان سے
بعید ہے۔"
الفانسو۔ (نہایت برہمی اور حد سے گذرے ہوئے غیظ وغضب سے) "تم یہان
کہتے ہو کہ مین نے وعدہ کیا تھا؟ مین نے وعدہ کیا تھا یا تم نے؟ اس مین میرا مطلق
قصور نہ تھا۔ یہ سارا فساد اور سب کیا دھرا تمھارا ہے۔ بغیر اس کے کہ مین کہون
تم نے مجھے خواہ مخواہ کو ذمہ دار بنا دیا۔ تم نے اُس وقت میرے تیور اور میری
برہمی کی نگاہ دیکھی اور نہایت ہی سیورے پن سے بلا لحاظ اِس کے کہ میری
ناراضی کا کچھ بھی پاس ولحاظ کرو میری طرف سے اقرار کر دیا۔ تمھین اتنی ہی
پر چین نہ آیا۔ بلکہ نہایت ہی جرأت کے ساتھ تم نے جعل بنایا مین نے اپنی مہر کے ساتھ
جو کاغذ ضیا کے معرفت تم کو دیا تھا اِس لیے دیا تھا کہ ضیا کے حق مین میری طرف سے
جو چاہو لکھ لو۔ مگر تم نے مجھے اور ضیا دونون کو دھوکے مین رکھ کے بغیر اِس کے
کہ میری مرضی کا ذرا بھی خیال کرو اُس پر سلطانہ کے حق مین میری طرف سے اقرار
نامہ لکھ کے اُس پر مہر کر دی۔ ہان یہ تمھارا جعل تھا۔ اور نہایت ہی سنگین جعل۔ جس پر
اگر سزا دی جائے تو تمھارا پتہ بھی نہ لگے۔ پھر سب کے آخر مین یہ قیامت کی کہ مجھے بالکل
غافل رکھا۔ اتنا بھی موقع نہ دیا کہ ضیا سے مل سکے مین اُس پر اپنا ارادہ ظاہر کر سکون
اور جھٹ پٹ مرکیس کے ساتھ اُس کی شادی کر دی۔ جس سے میری اور اُس کی
دونون کی زندگی غارت ہو گئی۔ ہم دونون کی مسرت خاک مین مل گئی۔ شاید تم یہ
کہو کہ مجھے بادشاہ مرحوم کی وصیت پوری کرنا تھی۔ لیکن تمھین یہ حق کیونکر حاصل
ہو گیا کہ میری طرف سے ایک ایسی بات کا وعدہ کر دو جو میرے امکان مین نہ تھی؟ کیا
تمھین بھول گیا کہ سلطانہ اُس ماں کی بیٹی ہے جس نے بے خطا وقصور میرے
باپ کی جان لی؟ اور یہ وہی عورت ہے جو ساری دنیا مین انتہا درجے کی زانیہ
وبدکار مشہور ہے؟ اور نہایت بدنام ہے؟ ایسی حالت مین بھلا یہ ممکن ہے کہ سلطانہ
اور مین ایک جگہ رہین اور ایک پلنگ پر لیٹین؟ خدا کی قسم یہ کبھی نہ ہو گا۔ تم نے
وہ حرکت کی ہے جس سے سارا اصقلیہ غارت ہو جائے گا۔ میرا فرضی جعلی وعدہ
پورا ہونے اور میرے ساتھ سلطانہ کی شادی ہونے سے پہلے تم دیکھو گے کہ خون

کی ندیان بہ رہی ہین قتل وغارت کا طوفان بپا ہے۔ پلرمو کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے۔ اور تمام شہرون مین خاک اُڑ رہی ہے۔ مکان لُٹ گئے ہین۔ عمارتین منہدم ہو گئی ہین۔ اور لوگ ہلاک ہو گئے ہین۔ ہان یہ سب ہو گا۔ اور میری اور ضیا کی تمناؤن کے ساتھ تم سارے صقلیہ کو خاک مین ملاؤ گے"

الفانسو کی اِس پُرجوش تقریر کا فرنان پر بڑا خوفناک اثر پڑا۔ دل مین وہ سہم گیا کہ اگر بادشاہ نے ایسا ہی کیا جیسا کہتے ہین تو قیامت بپا ہو جائے گی۔ جھک کے زمین چومی اور کہا" حضور خدا کے واسطے اپنا غصہ فرد کرین۔ اور ملک کے بیگناہون کے حال پر ترس کھائین۔ حضور کی رعایا پروری سے مجھے امید ہے کہ جیسا کہتے ہین ویسا کرنے کا ارادہ نہ کرین گے۔ اور میری بیٹی کے عشق مین وہ سختیان نہ کرین گے جو حضور کی شان رعایا پروری سے بعید ہین"

الفانسو" جس قیامت کو اپنے کرتوتون سے تم نے بلایا ہے رُک نہین سکتی۔ بے آئے نہ رہی گی۔ آئے گی اور ضرور آئے گی"

فرنان" اگر حضور انصاف فرمائین تو غلام نے جو کچھ کیا ہے حضور کی خیرخواہی مین کیا ہے۔ اور اگر مرکیس کے ساتھ ضیا کا عقد کر دیا تو یہ بھی اسی خیال سے کیا کہ اُسے بھی حضور کے غلامون اور جان نثارون مین شامل کر دون"

الفانسو" آہ! اسی مجرمانہ خیرخواہی نے میری زندگی بے مزہ کر دی۔ جب سے اس شادی کا حال سُنا ہے ایسی پریشانی وتشویش اور غیظ وغضب مین ہون کہ خدا جانے اِس کا کیا انجام ہو گا۔ اور اندوہ اور یاس کے عالم مین مین جو نہ کر گزرون تعجب ہے۔ بغیر اس کے کہ مجھے خبر کرو تمھین میرے معاملات مین دخل دینے کا کیا حق تھا؟ کیا مین بزدل تھا؟ کہ باغی و سرکش امرا سے ڈرتا اور اُن پر میرا زور نہ چلتا؟"

فرنان" میرے سوا سلطانہ نے بھی خود آکے ضیا کو بتایا اور یقین دلایا کہ حضور خود اُن پر فریفتہ ہین اور شادی کا مضبوط وعدہ کر چکے ہین۔ اُنھین نے ضیا کو شادی پر مجبور کیا۔ اور اپنے سامنے اور خاص اپنے اہتمام سے شادی کی"

الفانسو۔ (چونک کے) "کیا تم سلطانہ کی سازش مین شریک ہو؟ اور تمھین سادہ دل ضیا کو اِس فاحشہ وفاجرہ سے ملاتے شرم نہ آئی؟ خیر اب تو صاف کھل گیا

کہ تم میرے بہنین سلطانہ کے خیر خواہ ہو- اور اُس کے کامیاب کرانے کے لیے میرے خلاف سازش کر رہے ہو"

یہ سنتے ہی فرنان کا خون خشک ہو گیا- ڈرا کہ ایسا نہ ہو اِس انتقام مین بادشاہ میری جان کا بھی خواہان ہو جائے- بے اختیار زمین پر گر کے عاجزی سے قسمین کھانے لگا کہ "مین نے آج تک کوئی امر اپنے نزدیک حضور کی بدخواہی کا نہین کیا"

الفانسو "اپنے نزدیک نہ کیا ہو مگر حقیقت مین تم نے مجھ سے دشمنی کی- تم میری بہنین سلطانہ کے بہی خواہ ہو- اور اُسی کی خواہش تم نے پوری کی- تمھاری جگہ اور کوئی ہوتا تو مین اُس کے لیے کوئی دشمنی نہ اُٹھا رکھتا- مگر تم نے مجھے پالا ہے پرورش کیا ہے- اور مجھ پر تمھارے حقوق ہین- لہذا تمھین بجاے آزار پہونچانے کے مین خود اپنے سر مصیبت لینے کو ترجیح دیتا ہون- اگر مین ایسا ہی ذلیل و خوار ہون- ایسا ہی نالائق و ناکارہ ہون کہ تمھاری بیٹی کا شوہر ہونے کے قابل نہ تھا تو پھر مین اِس ملک و دولت اور تاج و تخت سے بھی دست بردار ہوا جاتا ہون- اپنی تمنا شوق سے پوری کرو- اور جسے چاہو اپنا بادشاہ بنالو- جو سلطنت دل و جگر کو صدمہ پہونچا کے اور رنج و الم مین مبتلا کر کے دیجاے مجھے نہین منظور- مین اُس سے باز آیا- مجھے ضیا چاہیے ملک نہین چاہیے"

فرنان "یون حضور غلام پر جس قدر چاہین خفا ہون- لیکن یہ حضور کو معلوم ہے کہ بغیر سلطانہ سے شادی کیے ملک نہین مِل سکتا تھا- اور میری آرزو یہی تھی کہ حضور بادشاہ ہون- ایسی حالت مین سوا اِس تدبیر کے مین اور کیا کر سکتا تھا"

الفانسو "مرحوم چچا کو ایسی وصیت کرنے کا حق ہی کیا تھا؟ اُن کے بھائی کارلوس نے جب اُنھین ولی عہد بنایا ہے تو کیا اُن کے لیے کوئی ایسی شرط لگائی تھی؟ خوب یاد رکھو کہ مین ضیا کے حاصل کرنے کی کوشش مین کوئی بات نہ اُٹھا رکھون گا- جو خیال مین آئے گا کرون گا- اور جب تمھاری سازش سے مجبور ہو جاؤنگا تو تاج و تخت کو لات مار کے یہان سے چلا جاؤن گا- اور کسی خانقاہ مین بیٹھ رہون گا"

فرنان نے التجا وزاری سے بادشاہ کو اِن ارادون سے روکا۔ اور گفتگو کو
زیادہ طول ہوتے دیکھ کے پھر ادب سے زمین چومی اور ہاتھ باندھ کے کہا ”خیر اب
جو کچھ ہوا غلام مانتا ہے کہ میرا قصور تھا۔ اور یہ حضور کی محض رحمدلی و مرحمت ہے جو
اپنے اُس قصور کی سزا سے غلام بچ گیا۔ لیکن اب نہایت ہی عاجزی سے التماس
ہے کہ غلام کے اُنھین حقوق کا خیال کر کے جن کی وجہ سے غلام کی جان بخشی کی گئی
غلام کے داماد کے بارے مین بھی رہائی کا حکم دیا جائے“

الفانسو۔ (دیر تک غور کر کے اور سرنگون رہ کے) ”اچھا مین اُسے چھوڑ دون گا۔
گھر جاؤ۔ دم بھر مین وہ پہونچ جائے گا“

یہ الفاظ سُن کے فرنان کو اطمینان ہو گیا۔ اور آداب بجا لا کے واپس جانے کو
تھا کہ الفانسو نے کہا ”تمھارے قصر کے جن کمرون مین مین رہتا تھا وہ اب بھی میرے ہی
قبضہ مین رہین گے۔ میرا پُرانا آدمی لیگانو وہان رہا کرے گا۔ اور وقتاً فوقتاً مین اُن
مین تنہائی و عزلت گزینی کی زندگی بسر کیا کرون گا“

فرنان ”سارا مکان حضور کا ہے۔ اور حضور کو اس کے متعلق پورا اختیار ہے“

الفانسو ”میرا بچپن کا عہد اور عمر کا بے فکری کا زمانہ اُسی مکان مین گذرا ہے۔ اور
جب افکار سے الگ ہو کے خاموش بیٹھنا چاہون گا وہین آیا کرون گا“

فرنان ”حضور کی رونق افروزی ہم سب کے لیے باعث فخر اور سرمایۂ ناز ہو گی“

یہ کہہ کے وزیر چلا گیا۔ اور الفانسو سوچنے لگا کہ اب کیا کرون؟ سوچتے
سوچتے دل مین بات آئی کہ آج رات کو پھر ضیا سے مِل لون تو فیصلہ کرون گا کہ مجھے
کیا کرنا چاہیے۔ اس ارادے کے ساتھ ہی اُس نے کہا ”تو پھر آج مرکیس کو نہ چھوڑنا
چاہیے تاکہ ضیا مجھے تنہا ملے۔ اور مین اُس سے اطمینان کے ساتھ باتین کر سکون“
اس کا نتیجہ یہ تھا کہ باوجود وزیر فرنان سے وعدہ کر لینے کے مرکیس کی رہائی ملتوی رہی۔

پندرھوان باب

شرافت و عشق کا مقابلہ

مرکیس کو گرفتار ہونے سے قبل ضیا کی خادمہ مٹلڈا سے معلوم ہو گیا تھا کہ شاہ الفانسو

ضیا کا عاشق ہے اور دونون مین بڑے بڑے عہد و پیمان ہو چکے ہین - گرفتاری کے ساتھ ہی یقین آگیا کہ مین صرف اس لیے گرفتار کیا گیا ہون کہ شاہ الفانسو ضیا پر عاشق ہے - اور مجھے اُس کا شوہر نہین دیکھ سکتا - وزیر فرنان نے قصر شاہی سے واپس جاتے وقت اُسے اطلاع دے دی تھی کہ بادشاہ نے تھوڑی دیر مین بھا رہا کرنے کا وعدہ کیا ہے - مین اپنے مکان پر جا کے تمھارا انتظار کرتا ہون - اِس اطلاع کے بموجب وہ بڑی بے صبری سے رہائی کے حکم کا منتظر تھا - جو جو وقت گزرتا جاتا تھا اُس کی بے صبری بڑھتی جاتی تھی - آخر اُسے یقین ہو گیا کہ مین نہ چھوڑا جاؤن گا - دل مین رشک کی آگ لگی ہوئی تھی - انگارون پر لوٹ رہا تھا - اور بار بار قسم کھاتا تھا کہ "رہائی پاتے ہی خدا نے چاہا تو بادشاہ سے اِس کا انتقام لون گا"
بیٹھے بیٹھے دل مین خیال گزرا کہ آج رات کو شاہ الفانسو میری بی بی کے جا کے ضرور ملے گا - آہ! اُس گھڑی سے پہلے مین مر کیون نہین جاتا" اس جوش مین حد سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہو کے داروغۂ قید خانہ کو بلایا - اور کہا "تم آج صبح تک میرے ماتحت اور میرے تابع فرمان تھے اور اس وقت مین تمھارے ہاتھ مین اسیر اور تمھاری نظر عنایت کا امیدوار ہون"

داروغہ "آپ بجا فرماتے ہین مجھے بھی اِس کا بڑا افسوس ہے - مگر حضور جہان پناہ کے حکم سے مجبور ہون"

مرکیس "شاید تم کو اس کا یقین ہو گا کہ کسی نہ کسی دن مجھے رہائی ضرور ملے گی - میرے خسر وزیر فرنان کی سفارش بے نتیجہ نہین رہ سکتی - اور چھوٹتے ہی مین پھر وہی تمھارا افسر اور وزیر فوج ہو جاؤن گا"

داروغہ "بے شک! اس مین کسے شک ہو سکتا ہے؟"

مرکیس "تو میرے حال پر اتنی عنایت کرو کہ رات بھر کے لیے مجھے گھر جانے کی اجازت دے دو - صبح ہوتے ہی مین خود ہی حاضر ہو کے بیڑیان پہن لون گا"

داروغہ (تامل سے) "یہ نازک معاملہ ہے - اگر جہان پناہ کو خبر ہو گئی تو میری کھال کھچوا لین گے"

مرکیس "اُنھین خبر ہی کیو ہونے لگی؟ اور اِس عنایت کے عوض مین جو کہو مین دینے

کو تیار ہون"

دار و غہ" آپ کو کچھ دینے لینے کی ضرورت نہین ہے مین صرف انجام کا خیال کرکے ڈرتا ہون۔ مگر جو کچھ ہو مین آپ کی خواہش پوری کرون گا" یہ کہہ کے رات ہوتے ہی اندھیرے مین اُس نے مرکیس کی زنجیرین کھولدین۔ اپنا گھوڑا دیا۔ اور کہا "آپ اس پر سوار ہو کے چلے جائین"

مرکیس نے اُس کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کے اُسے ایڑ بتائی تو وزیر فرنان کے قصر مین کھڑا تھا۔ وہان وہ ایسی خاموشی سے گیا کہ کسی کو خبر نہ ہونے پائی۔ چھپکے مٹلڈا اسے ملا۔ اور کہا "دیکھو میرے آنے کا حال تمھاری بی بی کو یا کسی اور کو نہ معلوم ہو۔ تم مجھ پر اتنا احسان کرو کہ سب کی آنکھ بچا کے مجھے چپکے سے ضیا کے حجلۂ عروسی مین پہونچا دو۔ مین وہان چھپا رہون گا اور کسی کو کانون کان خبر نہ ہوگی" مٹلڈا موقع دیکھ کے اور سب کی نظر سے بچا کے اُسے ضیا کے خاص منقش کمرے مین نکال لے گئی۔ مسہری کے نیچے چھپ کے بیٹھ رہا۔ اپنے تمام اسلحہ بھی پاس رکھ لیے کہ وقت پر کام آئین۔

اُسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ضیا اور اُس کی دایہ ماریہ آئین۔ ضیا اُسی طرح غمگین تھی۔ بات بات پر آنسو نکل آتے تھے اور ماریہ سمجھاتی تھی کہ جب آپنے شاہ الفانسو کو صاف جواب دے دیا اور دل مین ٹھہرا لی کہ اپنے دولھا مرکیس ہی کی وفادار بی بی بن کے رہین گی تو پھر رو رو کے آپ کو کیون ہلکان کیے ڈالتی ہین؟"

ضیا "رونے کو تو مین اب عمر بھر روؤن گی۔ اباجان کے کہنے سے دل پر جبر کرکے مین نے مرکیس وزیر سے شادی تو کر لی مگر اِس کا اقرار نہین کیا ہے کہ الفانسو کی بیوفائی کا شکوہ بھی نہ کرون گی۔ یہ صدمہ تو جب تک دم مین دم ہے نہین جا سکتا"

ماریہ "مگر اب آپ نے مرکیس کے ساتھ شادی کی ہے تو اُسی طرح نباہیے بھی جس طرح شریف بی بیان شوہر سے نباہا کرتی ہین۔ اُن کی باتون مین دل بہلائیے۔ ہنسیے بولیے۔ اُن کو خوش کیجیے۔ اور خود خوش ہو جیے"

ضیا "کیا تم سمجھتی ہو کہ یہ شادی مین نے خوش ہونے اور زندگی سے لطف اُٹھا کے لیے کی ہے؟ یہ تم بالکل غلط سمجھی ہو۔ مینے تو فقط اِس خیال سے اور اتنی بات کے لیے یہ شادی

کی ہے کہ دوسرے مرد کو اپنے پہلو مین بٹھا کے آلفانسو کو جلاؤن - یہی مشورہ سلطان کے جانے کے بعد اُس نے دیا تھا - اور اِسی خیال سے مین نے شادی کی ہامی بھری - دل لگانا ہوتا تو انتظار کرنے مین ایک انجان شخص سے جس کی صورت ایک ہی آدھ بار دُور سے دیکھی تھی اور جس سے نہ ملاقات تھی نہ کسی طرح کا اُنس تھا یون بے سوچے سمجھے کیون شادی کر لیتی؟"

اتنے مین سلطانہ آگئی - اور ضیا کو ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا ہو کہا "لے اب چلو کھانا کھا لو - کل تم رات بھر بھوکی پڑی رہین - آج مین تمھین بے کھلائے نہ رہون گی"

ضیا "مجھے تو اِس وقت بھوک نہین ہے - آپ کھا لیجیے میرا جب جی چاہے گا مین بھی کھا لون گی"

سلطانہ "مین نہ مانون گی - اس وقت تو تمھین میرے ساتھ کھانا پڑے گا"

ضیا نے پھر عذر کیا مگر سلطانہ نے ایک نہ سُنی اور زبردستی اپنے ساتھ لے گئی - کھانے کے کمرے مین غذا کے بعد بھی دونون مین دیر تک باتین ہوتی رہین

سلطانہ "میرا جی چاہتا تھا کہ تمھاری جگہ مین تمھاری صورت بنا کے لیٹتی اور جب بادشاہ آلفانسو آتے اُن سے باتین کرتی"

ضیا "میرا تو اِس مین کچھ حرج نہین ہے مگر تم کو وہ پہچان گئے تو غضب ہی ہو جائیگا"

سلطانہ "مین ایسا روپ نہ بھرون گی کہ وہ پہچان سکین - مین تو اپنی آواز بھی بدل سکتی ہون"

ضیا "آخر تم اُن سے کیا باتین کرتین؟"

سلطانہ "مجھے اِس مین بڑا مزہ آتا - اور پتہ لگا لیتی کہ اب اُنھین سچی محبت کس سے ہے؟ مجھ سے یا تم سے؟"

ضیا "بات تو مزے کی تھی مگر میرے کمرے مین نہین مناسب ہے"

سلطانہ "مجھے تو بڑی حیرت یہ ہے کہ وہ آتے کدھر سے ہین؟"

ضیا "یہی حیرانی مجھے بھی ہے"

سلطانہ "اچھا تمھین یہان نہین منظور ہے تو مین اور کہین اُن سے مِل لون گی" رات زیادہ آ چکی تھی سلطانہ نے رخصت ہو کے کہا "اب ہم جاتے ہین - زندگی ہے تو پھر کل ملین گے"

اُس کے جانے کے بعد ضیا حسرت واندوہ کے ساتھ اپنے کمرے مین مسہری پر آکے لیٹ رہی۔ اور انتظار کرنے لگی کہ الفانسو آئین تو اُنھین اُن کی ذلیل رقابت پر الزام دون۔ اسی انتظار مین کوئی ایک گھنٹہ گزر گیا۔ اور لیٹے لیٹے ضیا کی آنکھین جھپکنے لگی تھین کہ یکایک کچھ کھٹکا ہوا۔ گھبرا کے آنکھین کھول دین۔ اور دیکھا کہ شاہ الفانسو سرہانے کھڑا ہے۔ ضیا اُسے دیکھتے ہی گھبرا کے اُٹھ بیٹھی۔ اور الفانسو نے نہایت ہی بیتابی کے ساتھ اُس کے قدمون پر سر رکھ دیا۔ پھر اُٹھ کے کہا "اے ماہوش نازنین۔ میرے جو کچھ عذر ہین وہ سُن لو پھر مجھ پر بدگمانی کرنا۔ تمھارے شوہر کو فقط اِس خیال سے آج روک رکھا کہ مجھے تم سے آزادی کے ساتھ ملنے اور باتین کرنے کا موقع مِل جائے۔ تاکہ جی کھول کے اپنی کہون اور تمھاری سنون۔ اپنے دل کا سارا حال تم پر آشکارا کر دون۔ خدا کے لیے میری التجا سُن لو۔ اپنے وصال سے محروم کر کے تم نے مجھے ایسی مصیبت اور ایسے رنج والم مین مبتلا کر دیا جِسکے ظاہر کرنے کے لیے میرے پاس زبان نہین ہے۔ یقین جانو کہ مین نے ذرا بھی بدعہدی نہین کی۔ تمھارے والد نے جب مجھے سلطانہ کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا تو مین نے فقط ایک پالسی اور حکمت عملی سے اُس کے ساتھ الفت ظاہر کر دی۔ ورنہ اُس کمبخت کی صورت سے مجھے نہایت ہی نفرت ہے۔ یہ سُن کے شاید تم بُرا مانو۔ مگر مین سچ کہتا ہون کہ ساری آفت تمھارے ابّا جان کی لائی ہوئی ہے۔ اُسی گھڑی سے ہر وقت اِسی فکر مین تھا کہ کسی طرح تم سے دل کے اصل حقیقت بیان کر دون اور تمھارے ساتھ شادی کرنے کی کوئی تدبیر نکالون۔ مگر آہ! مین اِسی فکر مین لگا رہا اور میری بدقسمتی سے تم نے مرگیس سے شادی کر لی۔ جس کا تمھارے اور میرے دونون کے لیے زندگی بھر کف افسوس ملنے اور قسمت پر رونے کے سوا اور کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔"

ضیا۔ "مگر تم نے خاص میرے سامنے جو سلطانہ پر عشق ظاہر کیا اور شادی پر پوری پوری آمادگی ظاہر کی اس کا کیا جواب ہے؟ اگر تمھارے دل مین اس کے خلاف باتین تھین تو تم نے مجھے بتا کیون دیا کہ یہ فقط ظاہر داری کے لیے تھا؟ اور میری تمھاری محبت مین کوئی فرق نہین آیا ہے؟"

الفانسو۔ "بتانے ہی کی تو مہلت نہین ملی۔ تمھارے والد جنھون نے میری خوشیون

کو خاک مین ملادیا اُسی وقت تمھین ہٹالے گئے۔ اور پھر اُس کے بعد میرے پاس لوگون
کے آنے کا ایسا تانتا بندھا کہ آدھی رات کے بعد میری جان چھوٹی اور اُسی وقت
مین تمھین خبر کرنے کو آیا مگر کسی غیر کی تلوار لڑتے دیکھ کے واپس چلا گیا۔"
ضیا۔" خیر مین نے مان لیا کہ اِس مین تمھارا قصور نہ تھا۔ مگر اب میرے مان لینے سے
کیا ہوتا ہے؟ قسمت پلٹ چکی۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اور مین مرکیین کی ہو گئی۔ مگر
سچ بتاؤ کیا حقیقت مین تمھین سلطانہ سے محبت نہین ہے؟"
الفانسو۔" مطلق نہین۔ بلکہ مجھے تو اُس کمبخت کی صورت سے نفرت ہے۔"
ضیا۔" تو کیا تم آیندہ بھی اُس سے محبت نہ کر سکو گے؟ تھوڑے دنون کی صحبت اور میل جول
سے کچھ نہ کچھ اُنس پیدا ہی ہو جائے گا۔"
الفانسو۔" ہرگز نہین۔ جس عورت کی مان نے میرے باپ کو قتل کرایا۔ جو انتہا درجے کی
بدکار اور فاحشہ ہے۔ اُس سے بھلا محبت ہو سکتی ہے؟ اُس سے تو روز بروز نفرت
بڑھتی جائے گی۔"
ضیا۔" مگر اُس سے شادی کرنے پر تو تم مجبور ہو؟ اقرار کر چکے ہو۔ سلطنت اِسی شرط
پر ملی ہے۔ اور یہ شرط نہ پوری ہوئی تو سارے امرائے دربار خلاف ہو جائیں گے
جن کے سامنے تم نے شادی کا اقرار کیا ہے۔ وہ بغاوت کر دین گے۔ یہ تاج و
تخت چھن جائے گا۔ اور مین خوش ہون گی کہ جس چیز کی ہوس مین تم نے مجھے
چھوڑا تھا وہ بھی نہ نصیب ہوئی۔"
الفانسو۔" مجھے اب سلطنت کا شوق ہی نہین۔ جو چیز تمھین چھوڑ کے ملی اُسے
نہین چاہتا۔ لیکن اگر تمھارے والد کی ایسی چالاکیان سب نے کین تو اور بات
ممکن ہے کہ کسی اخلاقی کمزوری سے مین اُس کو اپنی جورو بنا لون۔ مگر زندگی
بھر میرے حق مین وہ عذاب کا فرشتہ رہے گی۔"
ضیا۔" اور مین یہی چاہتی ہون۔ تاکہ جسطرح میری زندگی خراب ہوئی ہے جیسے
مین ایک نا آشنا اور غیر محبوب شخص کے ساتھ زندگی کاٹنے پر مجبور ہوئی ہون
اُسی طرح تم بھی زندگی بھر اُسی کے ساتھ بنا ہنے پر مجبور ہو جس کی ہر بات
اور ہر حرکت سے تم کو آزار پہونچا کرے۔"

الفانسو۔ آہ! ضیا میری بیگناہی ثابت ہونے پر بھی تم میرے حال پر مہربان نہین ہوتین!!!
ضیا۔ تمھاری بیگناہی کا اب یقین بھی آیا تو کیا کر سکتی ہون؟ سوا زیادہ صدمہ ہونے
زندگی بھر پچھتانے کے اس سے کیا حاصل ہوگا؟ قسمت میری دشمن تھی۔ مجھے یقین
آگیا اور مین نے یقین کر لیا کہ دولت کے نشہ مین تم مجھے بھول گئے۔ ادھر اس غصہ مین
حسد کے انگارون پر لوٹ رہی تھی کہ ابا جان نے مرکیس کے ساتھ شادی کرنے کو مجبور
پہلے مین نے بالکل انکار کیا۔ مگر جب سلطانہ آکے میری دوست نہین۔ اور انھون نے
سمجھایا کہ اب تم سے انتقام لینے کی یہی صورت ہی کہ مین مرکیس سے شادی کرکے تم کو
تو مین اِس پر راضی ہوگئی۔ اُدھر ابا جان نے کہا کہ وہ مرکیس کو قول دیچکے ہین۔
مین نے خیال کیا کہ صقلیہ کے شامت زدہ امیرون مین لڑکی عشق و محبت کے بارے مین
باپ کی لونڈی ہے اور اپنے اوپر اختیار نہین رکھتی۔ غرض کچھ ایسی باتین جمع ہوگئین
مرکیس سے نکاح کرنے پر مجبور ہوگئی۔ میرے قبول کرتے ہی ابا جان اور سلطانہ نے اُسی گھڑی
گرجے مین لے جاکے نکاح کرا دیا۔ اب اپنے کیے پر پچھتاتی ہون۔ مگر پچھتانا بے سود ہے۔ تم بھی
اِس بے وفائی کا مجھ سے یون انتقام لو کہ مجھے بھول جاؤ۔"
الفانسو۔ (جوش و خروش کی بلند آواز سے) "آہ دل پر قابو نہین۔ یہ اختیار سے باہر ہے"
ضیا۔ (ایک ٹھنڈی سانس بھر کے) "اب یہی مناسب ہے کہ ہم تم دونون دل پر جبر کرکے
خیالون کو دبائین۔ اور پرانی باتون کو بھول جائین"
الفانسو۔ تمھارے اختیار اور بس مین ہے کہ مجھے اور میری محبت کو بھول جاؤ؟"
ضیا۔ نہین۔ اختیار مین تو نہین ہے۔ مگر جہان تک بنے گا اِس ظالم دل کو روکون گی۔
سامنا کرنے سے بچون گی۔ اور جوش کو دباؤن گی"
الفانسو۔ مگر مجھے صبر نہین آسکتا۔ مین نہ دل کو روک سکتا ہون۔ اور نہ جوش کو دبا سکتا ہون
بیقراری بڑھے گی تمھاری زیارت کو دوڑا آؤن گا۔ اور یہ ملنا جلنا مرتے دم تک نہ چھوٹے گا"
ضیا۔ (دل کو مضبوط کرکے اور طیش کے ساتھ) "یہ نہین ہو سکتا مین دوسرے کی جورو ہو چکی
تم سے مخفی تعلقات نہین رکھ سکتی۔ اور خوشامد و التجا سے کہتی ہون کہ اب یہان آنے
کا قصد نہ کرنا"
الفانسو۔ (ایک آہ فلک دوز کھینچ کے) "آہ سنگ دل نازنین! محض اپنے موہوم ارادہ

ضبط کی بنا پر تم اُس عاشق جانباز کو اپنے دیدار سے روکتی ہو جو تمھارے عشق مین نیم جان ہو رہا ہے۔ اور بچپن سے تم پر مٹا ہوا ہے؟"

ان باتون سے خصوصًا الفانسو کا آخری فقرہ سُن کے ضیا کو اپنی بے حرمتی کا خیال آیا۔ اور طیش کے ساتھ بولی۔ "کیا تمھارے دل مین ہے کہ مین اب بھی تم کو اپنا عاشق بنانا پسند کرون گی؟ یہ خدا کی قسم نہ ہو گا۔ اگر تقدیر نے یہ نہین پسند کیا کہ مین صقلیہ کی ملکہ ہون تو یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اپنے شوہر سے بے وفائی کرون۔ اور اُس کی مجرم ہون۔ مرتبہ اور عزت مین بھی وہ کم نہین ہے۔ خاندان مین تمھارے برابر اور تمھارے ہی دادا کی اولاد سے ہے۔ اُسی درجہ کا وہ بھی ہے جس درجے کے تم ہو۔ فرق ہے تو فقط اتنا کہ تم بادشاہ ہو اور وہ وزیر ہے۔ مین ہاتھ جوڑ کے کہتی ہون کہ بس اب یہان سے چلے جاؤ۔ اور میری آبرو نہ لو۔"

الفانسو۔ (جوش مین آکے اور آپے سے باہر ہو کے) "او بے رحم ظالم! مجھ پر یہی ظلم کیا تھوڑا ہے کہ تو مرکیس کی جورو ہو گئی جو اب میرے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک بھی کر رہی ہے؟ اور اِس کی بھی روادار نہین کہ اس پیاری صورت کو سامنے کھڑے ہو کے حسرت سے دیکھ بھی سکون؟ اور آنکھون ہی آنکھون تیرے باغ حسن مین گلچینی کرون؟ اب میری تسلی کے لیے فقط یہ دیدار رہ گیا ہے اور تو اِس سے بھی روکتی ہے۔"

بادشاہ کا یہ جوش دیکھ کے ضیا کا بھی دل بھر آیا۔ آنسو پونچھنے لگی جو آنکھون مین ڈبڈبا آئے تھے۔ اور بولی "آہ! قسمت مین یہی لکھا تھا۔ اور تقدیر نے یہی فیصلہ کر دیا۔ بس بس جائیے! خدا کے لیے جائیے۔ آپ کو دیکھ کے میرے دل مین الفت کا جوش بڑھتا اور خفقان ہونے لگتا ہے۔ بچپن کا زمانہ اور اُس وقت کی ساری باتین نظر کے سامنے آجاتی ہین۔ اور میرے دل کی وہ حالت ہو جاتی ہے جو خدا نہ کرے کہ کسی عاشق کے دل کی ہو۔ آہ کیا کرون؟ بے بس ہون! (ہاتھ جوڑ کے) للہ جاؤ۔ اور میرے دل مین جذبات و خیالات کا جو ہنگامہ مچا ہوا ہے اُس سے مجھے نجات دو۔ یہ شرافت اور عشق کا مقابلہ ہے۔ اور خدا کے لیے ایسا نہ کرو کہ مین عشق کے جوش مین شرافت کو بیچ دون۔"

یہ کہتے ہی رخصت کا بہانہ پیدا کرنے کے لیے شمعدان میز پر سے گرا دیا۔ شمع گرتے ہی گُل ہو گئی۔ اور وہ بادشاہ سے یہ کہہ کے کہ "مین شمع روشن کرنے جاتی ہون آپ

دان رادرق نے پھوپھی کے کہنے مین آکے اپنے دو چار دوستون اور ساتھیون کو ساتھ لیا۔ اور مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ یہ خبر سنتے ہی الفانسو اور فرنان نے تمام امراے سلطنت اور سرداران فوج کو جمع کر کے دان رادرق پر حملہ کر دیا۔ دان رادرق کے ہمراہی اگرچہ تھوڑے تھے مگر بوران کے ابھارنے سے بڑی بہادری کے ساتھ لڑے۔ اور جب شکست ہوئی تو بھاگ کے مسینا مین چلے گئے۔ وہان کے باغیون کو اپنے ساتھ لیا۔ ایطالیہ مین اپنے سفیر بھیجے۔ اور اتنی قوت پیدا کر لی کہ دونون بھائیون مین بہت سی لڑائیان ہوئین۔ چند ہی روز مین سلطنت نیپلز دان رادرق کی طرفدار ہو گئی۔ اور اُس کی کمک کو بہت سی فوج ایطالیہ سے پہونچی۔ نیپلز والون کے دخل دیتے ہی الجزائر سے ایک جرار عربی لشکر الفانسو کی مدد کو آگیا۔ اُس کے آتے ہی خود صقلیہ کے مسلمان بھی بڑے جوش و خروش سے الفانسو کی حمایت کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پلرمو کے قریب ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ جس مین آخری فیصلہ الفانسو کے موافق ہوا۔ دان رادرق میدان جنگ مین مارا گیا۔ بوران گرفتار ہوئی۔ اور نہایت ذلت کے ساتھ الفانسو کے دربار مین تخت کے سامنے پابزنجیر لا کے کھڑی کر دی گئی۔ الفانسو نے اُسکی طرف غور سے دیکھا اور کہا "دشمن پھوپھی! مجھ سے چار آنکھین کرو۔ تمھین وہ وقت یاد ہے جب تمھاری سازش سے میرے والد کی جان لی گئی تھی؟ اور تمھین اُن کی عاجزی پر بالکل ترس نہین آیا تھا؟"

بوران "ہان مین اُسی جھگڑے مین بھائی مہرجان کی طرفدار تھی۔"

الفانسو "اور یہ بھی یاد ہے کہ تم ہم دونون بھائیون کی جان کی دشمن اور خون کی پیاسی تھین؟ روز ہمارے قتل کی ایک نئی تدبیر نکالتی تھین۔ ہمارے قتل کے لیے قاتل اور جلاد مقرر کر کے بھیجے جاتے تھے؟ تمھارے پنجۂ ستم سے ہمین خدا ہی نے بچایا۔ ورنہ تم نے کوئی بات اُٹھا نہین رکھی۔ اور ہمارے مرحوم و مظلوم والد ہی نے تمھارا کیا بگاڑا تھا؟ یہی نہ کہ تمھین بدکاری زناکاری شہوت پرستی اور روسیاہی سے روکتے تھے؟ اور تمھارے ایک بدکار و زانی ہم صحبت کو مار ڈالا تھا؟ اُن کا یہی جرم تھا یا کچھ اور؟" بوران نے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

الفانسو۔ ”اگر تمھین انکار ہو تو مین اِس کی شہادتین پیش کر سکتا ہون۔“
بوران۔ ”سب صحیح ہے۔ مگر مین ہی نے تم کو ولی عہد مقرر کرایا۔“
الفانسو۔ ”مجھے نہین تم نے سلطانہ کو ملکہ اور مجھے اُس کا غلام بنانا چاہا تھا۔ تم یہ چاہتی تھین کہ اُسکی بے عصمتی آوارگی اور خود سری پر ہم دونون بھائیون مین سے ایک کو قربان کردو۔ اور جب یہ نہ ہوا تو پھر میرے خون کی پیاسی ہوگئین۔ ہے نہ؟“
بوران۔ ”تم نے میری سلطانہ کو مار ڈالا۔ اور مین نے اُس کے خون کا انتقام لینے کی کوشش کی۔“
الفانسو۔ ”اِس کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ سلطانہ نے خود ہی اپنی جان دی۔ مکاری سے ضیا کا بھروپ بھر کے اُس کے سونے کے کمرے مین آئی۔ اور ضیا ہی کے دھوکے مین مرکیس کے خنجر سے مری۔ مرکیس نے ضیا کو اپنے ساتھ قبر مین لیجانا چاہتا تھا (جس کا خیال آنے سے بھی مین کانپ جاتا ہون) مرکیس کو مرتے دم تک یقین تھا کہ اُس نے ضیا کو مار ڈالا۔ مگر اُس کے بعد جب مجھے اپنی مایوسی۔ نامرادی۔ ناکامی کا صدمہ شروع ہوا تو حال کھلا کہ اُس کے ہاتھ کی مقتولہ سلطانہ تھی۔ اور ضیا پاس کھڑی ہوئی مجھے تسلی دے رہی تھی۔“
بوران۔ ”خیر تو اب میرے لیے کیا سزا تجویز ہے؟“
الفانسو۔ ”ظالم و بے رحم اور سیہ کار و بے شرم پھوپھی سیہ کاریون۔ اور دشمنیون کے انتقام مین تم تہ تیغ کی جاؤگی۔“ حکم کے ساتھ ہی لوگ بوران کو قتل گاہ مین لے گئے۔
الفانسو نے بوران کے فتنہ سے صقلیہ کو ہمیشہ کے لیے نجات دلادی۔ اور اطمینان و بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔ اب صرف یہ مرحلہ باقی تھا کہ پوپ کے محترم دربار سے اجازت حاصل ہو اور الفانسو کے ساتھ شادی ہو۔ اس غرض کے لیے خود وزیر ذنان [illegible] اکبری مین گیا۔ اور بڑی کوششون سے منظوری لے آیا۔

اِس کے آتے ہی پلرمو مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ پلرمو کے گرجے مین نکاح ہوا۔ ضیا تاج جواہر نگار پہن کے ملکۂ صقلیہ بنی۔ اور سارے صقلیہ مین غلغلہ بلند تھا کہ ”شاہ الفانسو کی فتح!“ اور ”ملکۂ ضیا کا اقبال بلند۔“